ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
21
14 تا 20 شعبان المعظم 1436ھ / 2 تا 8 جون 2015ء

اس شمارے میں

پاکستان: بھارت کے خفیہ ہتھیار ''را'' کی زد میں

توبہ کے تقاضے اور اس کے نتائج وثمرات

کیا خبر تھی؟

ریاکاری کی مذمت

مصر میں جمہوریت کو سزائے موت

اللہ کا انسانوں اور اہل ایمان سے مطالبہ

ایمان کو تقویت پہنچانے والے اعمال

موت سے کس کو رستگاری ہے؟

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

مغربی تہذیب کی پیروی کے نتائج

''اجتماع و معاشرت اور سوشل زندگی میں مغربی طریقوں کی پیروی اور ان کے اصولِ زندگی اور طرز معاشرت کو قبول کر لینا اسلامی معاشرہ میں بڑے دوررس نتائج رکھتا ہے۔ اس وقت مغرب ایک اخلاقی جُذام میں مبتلا ہے' جس سے اس کا جسم برابر کٹتا اور گلتا چلا جا رہا ہے اور اب اس کی عفونت پورے ماحول میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس مرضِ جذام کا سبب (جو تقریباً لاعلاج ہے) اس کی جنسی بے راہ روی اور اخلاقی انارکی ہے جو بہیمیت وحیوانیت کے حدود تک پہنچ گئی ہے' لیکن اس کیفیت کا بھی حقیقی واوّلین سبب عورتوں کی حد سے بڑھی ہوئی آزادی' مکمل بے پردگی' مرد وزن کا غیر محدود اختلاط اور شراب نوشی تھی۔ کسی اسلامی ملک میں اگر عورتوں کو ایسی ہی آزادی دی گئی' پردہ یکسر اٹھا دیا گیا' دونوں صنفوں کے اختلاط کے آزادانہ مواقع فراہم کیے گئے' مخلوط تعلیم جاری کی گئی تو اس کا نتیجہ اخلاقی انتشار اور جنسی انارکی' سول میرج' تمام اخلاقی ودینی حدود واصول سے بغاوت' اور بالاختصار اس اخلاقی جذام کے سوا کچھ نہیں جو مغرب کو ٹھیک انہی اسباب کی بنا پر لاحق ہو چکا ہے۔ ان اسلامی ملکوں میں جہاں مغربی تہذیب کی پُر جوش نقل کی جا رہی ہے اور جہاں پردہ بالکل اٹھ گیا ہے اور مرد وزن کے اختلاط کے آزادانہ مواقع حاصل ہیں' پھر صحافت' سینما' ٹیلی ویژن' لٹریچر اور حکمراں طبقہ کی زندگی اس کی ہمت افزائی بلکہ رہنمائی کر رہی ہے' وہاں اس جذام کے آثار وعلامات پوری طرح ظاہر ہونے لگی ہیں' اور یہ قانونِ قدرت ہے جس سے کہیں مفر نہیں۔''

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

الہدیٰ (661)

ڈاکٹر اسرار احمد

اللہ کی عدالت میں جواب دہی

سُورۃ بَنِیٓ اِسْرَاءِیل — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیات 14، 15

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

آیت ۱۴ ﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝۱۴﴾ ’’پڑھ لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔‘‘

تمہاری زندگی کی کتاب کا ایک ایک ورق اس قدر تفصیل سے تمہارے سامنے موجود ہے کہ تم خود ہی اپنا حساب کر سکتے ہو۔ تمہارا سارا debit/credit تمہارے سامنے ہے۔

آیت ۱۵ ﴿مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ﴾ ’’جس کسی نے ہدایت کی راہ اختیار کی تو اُس نے اپنے ہی (بھلے کے) لیے ہدایت کی راہ اختیار کی‘ اور جو کوئی گمراہ ہوا تو اُس کی گمراہی کا وبال اُسی پر ہے۔‘‘

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ﴾ ’’اور کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ اٹھانے والی نہیں بنے گی۔‘‘

روزِ قیامت ہر کسی کو اپنی بداعمالیوں کا بوجھ ذاتی طور پر خود ہی اٹھانا ہوگا۔ اس سلسلے میں کوئی کسی کی کچھ مدد نہیں کر سکے گا۔ سب اپنے اپنے اعمال کا انبار اپنے اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوں گے۔

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝۱۵﴾ ’’اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں جب تک کہ کسی رسول کو نہ بھیج دیں۔‘‘

یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ کسی بھی قوم پر عذابِ استیصال اُس وقت تک نہیں بھیجا گیا جب تک کہ اس قوم کی ہدایت کے لیے اور حق و باطل کا فرق واضح کر دینے کے لیے کوئی رسول مبعوث نہیں کر دیا گیا۔ البتہ چھوٹے چھوٹے عذاب اس قانون سے مشروط نہیں۔ قرآن میں قومِ نوحؑ، قومِ ہودؑ، قومِ صالحؑ وغیرہ کی مثالیں بار بار بیان کی گئی ہیں جن سے اس اصول کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ کسی قوم کو عذاب کے ذریعے اس وقت تک مکمل طور پر تباہ و برباد نہیں کیا جاتا جب تک اللہ کا مبعوث کردہ رسولؐ اس قوم کے لیے حق کا حق ہونا بالکل واضح نہ کر دے اور اس سلسلے میں اُس قوم پر اِتمامِ حجت نہ ہو جائے۔

فرمان نبویؐ

دنیا کے فتنہ سے بچو

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ِالْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَاءِ))

(رواہ مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’دنیا بڑی شیریں اور دلچسپ و دلربا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر دسترس بھی دے گا تاکہ یہ دیکھے کہ تم اس حالت میں کیسے عمل کرتے ہو پس دنیا سے بچو، اور عورتوں (میں دلچسپی لینے) سے بچو بنی اسرائیل سب سے پہلے عورتوں کے فتنہ میں ہی مبتلا ہوئے تھے۔‘‘

تشریح: دنیاوی زندگی کی لذت اور دلکشی عارضی اور فانی ہے۔ دنیا کی ظاہری چمک دمک نے انسانوں کو دھوکا میں مبتلا کر رکھا ہے۔ امت مسلمہ کا دوسرا بڑا فتنہ عورتوں کا ہے۔ بنی اسرائیل اور دوسری طاقتور قوموں کے زوال اور شکست میں اسی فتنہ کا بڑا ہاتھ رہا ہے

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
14 تا 20 شعبان المعظم 1436ھ جلد 24
2 تا 8 جون 2015ء شمارہ 21
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: -36366638-36316638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان: بھارت کے خفیہ ہتھیار ''را'' کی زد میں

آئی ایس پی آر کی ایک پریس ریلیز کے مطابق کور کمانڈرز کی میٹنگ میں اس بات کا نوٹس لیا گیا کہ ''را'' پاکستان میں تخریب کاری اور دہشت گردی کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ بھارت کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ باز آ جائے ورنہ پاکستان جوابی کارروائی کا حق رکھتا ہے۔ بعد ازاں، ایک امریکی جنرل سے ملاقات کے دوران پاکستان کے آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے پاکستان میں دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے کے دستاویزی ثبوت پیش کیے۔ الحمد للہ ہماری عسکری قیادت نے بالآخر اپنے دشمن کو پہچان لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک عرصہ سے ہمارے مقتدر حلقوں کو سب کچھ معلوم تھا لیکن مصلحت، خوف اور مرعوبیت کی جس کیفیت سے ہماری پہلی عسکری قیادت دوچار تھی وہ اسے زبان کھولنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ لہٰذا دہشت گردی کی کسی بھی واردات کے بعد ان کی نظریں اولاً تو دینی مدارس اور باریش افراد پر ٹک جاتی تھیں، یا کبھی کبھار جرأت سے کام لیتے ہوئے صرف اتنا کہہ دیا جاتا تھا کہ غیر ملکی ہاتھ ملوث ہو سکتا ہے۔ بہر حال ''دیر آید درست آید'' کے مصداق عسکری قیادت نے تو سچ اور حق کی بات کہہ دی ہے۔ البتہ محسوس ہو رہا ہے کہ ہماری سول حکومت کو یہ سچ گوارا نہیں، لہٰذا وزیر اعظم میاں نواز شریف کی مبارک زبان سے تو ابھی تک ''را'' کا نام نہیں نکلا۔ ایک مرتبہ وزارت خارجہ کے ترجمان نے ''را'' کا ذکر خیر کر دیا تھا لیکن اگلے روز کسی کی ڈانٹ ڈپٹ پر یا خود ہی اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ یہ بات فی الحال حتمی طور پر نہیں کہی جا سکتی کہ حالیہ دہشت گردی میں بھارت ملوث تھا۔ صرف وزیر دفاع جی ایچ کیو سے اپنی علیک سلیک قائم رکھنے کے لیے بھارت کی شرانگیزی کا جواب کسی نہ کسی سطح پر دے دیتے ہیں۔ بھارت پاکستان میں سول اور فوجی حکومت کو ایک پیج پر نہ دیکھ کر اب کھلم کھلا دھمکیوں پر اتر آیا ہے۔ بھارت کے وزیر دفاع منوہر پریکار نے کمال ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے "We will fight terror with terror" یعنی ہم دہشت گردی کا جواب دہشت گردی سے دیں گے۔ اگلے ہی روز انہوں نے یہ بیان داغ دیا کہ ہم نے 13 لاکھ فوج پاکستان کے ساتھ امن قائم کرنے کے لیے نہیں بنائی۔ یہ جنگ کی کھلی دھمکی ہے۔

بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ہم قارئین سے "RAW" کا تعارف کروانا چاہیں گے۔ یہ مخفف ہے Research & Analysis Wing کا۔ چالاکی اور عیاری کا اندازہ کریں، اس نام سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے کوئی علمی اور تحقیقی کام کرنے کے لیے کوئی ادارہ بنایا گیا ہے۔ 1962ء میں چین کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھانے کے بعد اور 1965ء میں پاکستان کے بارے میں اپنے مذموم عزائم کی ناکامی پر ستمبر 1968ء میں یہ خفیہ ایجنسی قائم کی گئی۔ اپنے قیام کے بعد جلد ہی اس ایجنسی کو 1971ء میں پاکستان کو شکست و ریخت سے دوچار کرنے کی ایسی شاندار کامیابی ملی جس کی نظیر جدید تاریخ میں ملنی دشوار

ہے، اگرچہ اس ذلت آمیز شکست میں پاکستانیوں کی اپنی حماقتوں اور ان کی بداعمالیوں کا بھی کردار تھا۔ بہرحال دشمن نے ان سے بھرپور اور زبردست فائدہ اٹھایا۔''را'' کی کارروائیوں اور بھارت کے پاکستان کے حوالہ سے رویہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً سیاسی قیادت کو اپنی آنکھوں سے بھارتی محبت کی پٹی اتار کر ایک سیدھی سادی حقیقت کو جان لینا چاہیے۔ ان کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ دنیا کے کوئی سے دو ممالک کے درمیان کشیدگی اس کی وجہ کو دور کر کے ختم کی جاسکتی ہے۔ بھارت کا اصل مسئلہ پاکستان کا وجود ہے۔ بھارت راضی نہیں ہوسکتا جب تک پاکستان دنیا کے نقشے پر موجود ہے۔ ہندو نقطہ نظر یہ ہے کہ پاکستان بنا کر بھارت ماتا کے ٹکڑے کیے گئے۔ اکھنڈ بھارت ان کے دھرم کا مطالبہ ہے۔ لہٰذا ہندو پیار و محبت سے لے کر جنگ و جدل تک ہر حربہ اختیار کریں گے۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ان کی محبت کا وار ان کی جنگ سے زیادہ خطرناک ہے۔ اکبر اعظم پر انہوں نے محبت کا ڈول ڈالا تھا۔ اسی محبت میں وہ مذہب اسلام کو بہا لے جاتے اگر مجدد احمد سرہندیؒ الف ثانی ان کے راستے کی دیوار نہ بنتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کی قبر کو نور سے بھرے اور جنت میں ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین یا رب العالمین! دورِ حاضر کی ''امن کی آشا'' بھی ویسی ہی ایک کوشش تھی جس میں ہمارا ایک بڑا میڈیا گروپ بہہ گیا تھا، اور بعض ٹی وی اینکر بھارتی لائن پر آنکھیں بند کیے چلے جا رہے تھے۔ ایسے وقت میں ہماری سیاسی قیادت تو ناسمجھ ثابت ہوئی البتہ عوام نے ذہانت کا ثبوت دیتے ہوئے اس میڈیا گروپ کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ امید ہے ایسی امن کی آشا جو پاکستانی ریاست کے وجود کو خطرات لاحق کردے اور ہمارے پیارے مذہب ہی کو مسخ کر دینے کے مذموم عزائم رکھتی ہو، عوامی ردعمل کے خوف سے کوئی پاکستانی ادارہ اب شروع کرنے یا اس کی معاونت کرنے کی جرأت نہیں کرسکے گا۔

ہم ہرگز اس بات کے حق میں نہیں کہ بھارت کے ساتھ پُرامن اور اچھے ہمسایوں کی طرح نہ رہا جائے یا اس کے ساتھ جنگ و جدل کا سلسلہ جاری رکھا جائے، البتہ ہم اس کے ساتھ محبت کی پینگیں ڈالنے کے خلاف ہیں کیونکہ وہ کسی بھی وقت دوستی کی آڑ میں ڈنک مارے گا۔ ہم ایک ہزار سال تک اس کے ساتھ رہے ہیں لہٰذا ہمیں ہندو ذہنیت کا علم ہونا چاہیے۔ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہندو نے بدھ مت اور سکھ مذہب کو کیسے ڈسا تھا۔ پاکستان کے حوالہ سے بھارت کی سوچ منفی اور حاسدانہ ہے۔ اندازہ کریں کہ چائنا پاکستان اکنامک کوریڈور جو یقیناً اس صدی کا عظیم ترین منصوبہ ثابت ہوسکتا ہے لیکن بھارت صرف اس سوچ پر عمل درآمد کے لیے کہ پاکستان کو فائدہ نہیں ہونا چاہیے اور پاکستان کو معاشی استحکام نہیں ملنا چاہیے اس عظیم منصوبے کو ناکام بنانے کے لیے کھل کر میدان میں آ گیا ہے۔ ''را'' نے ایک خصوصی ڈیسک قائم کیا ہے جسے 300 ملین ڈالر کے فنڈ دیے جا رہے ہیں کہ اس منصوبہ کو ناکام بنایا جائے۔ علاوہ ازیں جس طرح بھی ممکن ہو، اگر پاکستان کو دنیا کے کسی بھی کونے سے فائدہ پہنچتا ہے تو بھارت وہاں اپنی ٹانگ ضرور اڑائے گا۔ بھارت نے اپنی اس تنظیم ''را'' کو دنیا کے جغرافیہ کے حوالہ سے چار گروپس میں تقسیم کیا ہوا ہے، گویا دشمنوں کی ایک ترجیحی فہرست بنائی ہوئی ہے: (1) پاکستان (2) چین (3) مشرق وسطیٰ اور افریقہ (4) باقی دنیا۔ اس فہرست سے ہی انداز ہوتا ہے کہ بھارت کا اولین اور ترجیحی ٹارگٹ پاکستان ہے۔ افسوس کہ ہمارے حکمران خصوصاً موجودہ وزیراعظم اور ملک بھر کے سیکولر عناصر کے سر سے بھارت سے محبت کا جنون کیوں نہیں اترتا۔ کیا وزیراعظم کو اپنی ذاتی تجارت ملکی مفاد سے عزیز تر ہے؟ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی اس بے پایاں محبت سے بھارتیوں کے دل جیت لیں گے تو یہ ان کی خوش فہمی ہے۔ یہ تاریخ سے نابلد اور ناآشنا ہونے کا ثبوت ہے۔ بھارت آج بھی چانکیہ فلسفہ کا قائل ہے۔ وہ ہمسائے سے نہیں، ہمسائے کے ہمسائے سے تعلقات اچھے رکھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پاکستان سے نہیں بلکہ افغانستان اور ایران سے دوستی کی کوشش میں رہتا ہے۔

قارئین کو معلوم ہونا چاہیے کہ بھارت کا یہ انتہائی خفیہ ہتھیار یعنی ''را'' اگرچہ اولین طور پر اور ترجیحاً پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہا ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ بھارت کا کوئی ہمسایہ اس حوالہ سے سکون اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ سری لنکا کو ''را'' نے ایک مدت تک دہشت گردی کی جنگ میں جھونک رکھا۔ نیپال کے پورے شاہی خاندان ہی کو قتل کروا دیا۔ اجمل قصاب کو ''را'' نے نیپال سے اٹھا کر ممبئی حملوں کا مجرم بنا کر پھانسی دے ڈالی۔ مالدیپ بھی ''را'' کو بھگت چکا ہے۔ بھارت درحقیقت پورے خطے میں ہندو راج قائم کرنا چاہتا ہے۔ ہم پاکستان کے مقتدر حلقوں کو بآوازِ بلند اس حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بھارت کا مقابلہ پاکستانی قومیت کی بنیاد پر کرنا چاہیں گے تو کبھی کامیاب نہ ہوسکیں گے کہ ہم نے پاکستان قومیت کی نفی کر کے بنایا تھا۔ پاکستان اگر بھارت کا مقابلہ کرسکتا ہے تو صرف ایک نظریاتی ریاست بن کر ہی کرسکتا ہے۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ ایسی صورت میں ہم بھارت کو دندان شکن شکست دے سکتے ہیں!

☆☆☆☆☆

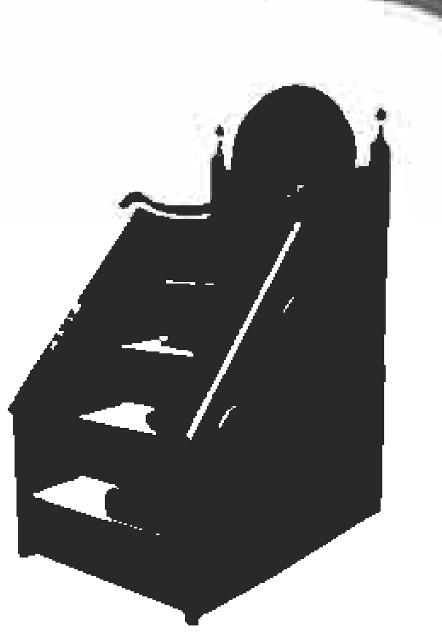

توبہ کے تقاضے اور اس کے نتائج و ثمرات

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 22 مئی 2015ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: حافظ محمد زاہد

ابھی آپ نے سورۃ التحریم کی آٹھویں آیت سماعت فرمائی ہے۔ اس آیت میں توبہ کے موضوع کو بیان کیا گیا ہے۔ سورۃ التحریم مسلسل دس مدنی سورتوں کے گروپ کی آخری سورت ہے۔ یہ سورتیں اُس دور میں نازل ہوئیں جب جوق در جوق لوگ مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو رہے تھے۔ فتح مکہ کے بعد جب حضور ﷺ کو گویا جزیرہ نمائے عرب پر پورا اقتدار مل گیا تو آپؐ نے وہاں اللہ کا دیا ہوا نظام کامل نافذ فرما دیا۔ اب کافروں کے لیے اپنے کفر کے ساتھ جزیرہ نمائے عرب میں رہنا مشکل ہو گیا۔ پہلے کلمہ طیبہ پڑھنے پر ماریں پڑتی تھیں' بدترین تشدد کیا جاتا تھا اور پوری برادری بائیکاٹ کر دیتی تھی، لیکن اب صورت حال یکسر اُلٹ ہو گئی۔ اب جو لوگ ایمان نہیں لا رہے وہ گویا اجنبی ہو کر معاشرے سے کٹ رہے ہیں۔ انہیں اندیشے لاحق ہیں کہ اسلام کے غالب آ جانے کے بعد ہمارے ساتھ پتا نہیں اب کیا سلوک ہوتا ہے۔ لہٰذا ان اندیشوں کے پیش نظر وہ جوق در جوق ایمان کے اندر داخل ہو رہے ہیں۔ قبیلے کا سردار حضور ﷺ کی بیعت کرتا ہے اور پورا قبیلہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ سورۃ النصر میں یہی نقشہ کھینچا گیا ہے۔

یہاں اہم ترین بات یہ ہے کہ فیصلہ کن فتح اور حقیقت میں اسلامی ریاست کا قیام فتح مکہ کے بعد ہوا ہے۔ اس سے پہلے مدینہ میں حضور ﷺ نے صرف کچھ اسلامی اصول بتدریج نافذ کیے تھے اور ابھی آپؐ کو اس پورے علاقے کے اندر ایک فاتح کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ خود قرآن (الانفال:26) نے مدینہ کو ایک پناہ گاہ قرار دیا ہے۔ بہرحال پہلے تو ایک ایک شخص کو مسلمان کرنے کے لیے محنت کرنا پڑتی تھی' جبکہ فتح مکہ کے بعد جب جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کو فتح اور غلبہ نصیب ہوا تو اب فوج در فوج لوگ اسلام کی طرف آنے لگے۔ لیکن ان کے ایمان اور ایمانی جذبات کی وہ کیفیت نہیں تھی جو ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی جنہوں نے حضور ﷺ کی صحبت پائی تھی اور جو مشکلات، مصائب اور آزمائشوں سے گزر کر یہاں تک پہنچے تھے۔ پھر مدینہ میں آنے کے بعد یہود کے زیر سرپرستی منافقین کا ایک طبقہ بھی فروغ پا رہا تھا۔ چونکہ وہ کلمہ گو تھے لہٰذا انہیں مسلمان شمار کیا جاتا تھا اور وہ اسلامی ریاست کا حصہ بھی سمجھے جاتے تھے، لیکن اندر خانے ان کی ہمدردیاں اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ تھیں۔ کچے پکے مسلمانوں کے ساتھ اب منافقین کا یہ گروہ بھی مسلمانوں کی صف میں موجود تھا تو ان سے اب طرح طرح کی کوتاہیاں بھی ہو رہی تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان سورتوں میں ہم نے دیکھا کہ مسلمانوں کو بار بار وارننگ کے انداز میں تنبیہہ کی گئی ہے اور ان کی غلطیوں پر زجر و ملامت کے انداز میں سرزنش بھی کی گئی ہے۔ مثلاً اس گروپ کی پہلی سورت یعنی سورۃ الحدید کے پہلے ہی رکوع میں یہ مضمون آ گیا: ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ﴾ (آیت:8) یعنی مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر یقین والا ایمان نہیں رکھتے۔ آگے آیت 10 میں انفاق کے حوالے سے فرمایا: ﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں''۔ آگے آیت 16 میں بھی سرزنش کا انداز ہے: ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ﴾ ''کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور اُس (قرآن) کے آگے کہ جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے؟''

اسی طرح سورۃ الممتحنہ، آیت 13 میں یہ بھی حکم آیا کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ ''اے اہل ایمان! ان لوگوں کے ساتھ دوستی مت کرو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے۔'' مدینہ کے لوگوں کے یہود کے ساتھ مراسم تھے' اس پر بھی ان کو روکا جا رہا ہے۔ اسی طرح سورۃ الصّف میں ڈانٹ کا بہت سخت انداز آیا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (2)﴾ ''اے مسلمانو! تم کیوں کہتے ہو وہ جو کرتے نہیں ہو؟'' یہ ڈانٹ کا سخت ترین انداز ہے کہ تم اللہ' رسول ﷺ اور قرآن پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہو' لیکن جب اللہ کے رسول کہتے ہیں کہ جہاد کے لیے نکلو تو تمہارے قدم مَن مَن کے ہو جاتے ہیں۔

پھر سورۃ الجمعہ، آیت 5 میں قرآن مجید کے حوالے سے مسلمانوں کو یہ وارننگ دی گئی کہ تم یہود کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے تورات کو پسِ پشت ڈال دیا: ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا﴾ ''مثال ان لوگوں کی جو حامل تورات بنائے گئے' پھر وہ اس کے حامل

ثابت نہ ہوئے اُس گدھے کی سی (مثال) ہے جو اٹھائے ہوئے ہو کتابوں کا بوجھ"۔ اگر قرآن کے ساتھ تمہارا تعلق بھی مضبوط نہیں بنتا تو پھر تمہارا بھی حشر وہی ہوگا جو یہود کا ہوا تھا۔ ان تنبیہات کے حوالے سے سورۃ المنافقون کی صرف آیت 9 کا حوالہ دوں گا، جس میں فرمایا: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ج﴾ "اے اہل ایمان! تمہیں غافل نہ کرنے پائیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے۔"

ان تنبیہات اور سرزنشوں کے بعد اب زیر مطالعہ آیت میں توبہ کی دعوت دی جا رہی ہے جو بہت ہی بامعنی اور برمحل ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ ان دس سورتوں کے آئینے میں اپنی تصویر دیکھے کہ وہ کہاں کھڑا ہے اور کس معاملے میں اس سے کوتاہی اور کمی ہو رہی ہے! پھر جب محسوس ہو کہ فلاں معاملے میں کمی ہو رہی ہے تو اب دو امکانات ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انسان محسوس کرے کہ میرے اندر یہ کمی ہے اور میں اس کو دور کر ہی نہیں سکتا۔ گویا اب اصلاح کے لیے کوئی آمادگی نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اصلاح کے لیے توبہ کا راستہ رکھا ہے کہ توبہ کا راستہ اختیار کرو اور نئے عزم اور ہمت کے ساتھ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے تمام سابقہ گناہ بخش دے گا۔ یہ ہے اصل پیغام جو زیر مطالعہ آیت میں دیا جا رہا ہے۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط﴾ (التحریم: 8)

"اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔"

توبہ کا لفظی معنی ہے: پلٹنا، واپس ہونا۔ عام مسلمان سے توقع یہ ہے کہ وہ صراطِ مستقیم پر چلے گا۔ اگر تم واقعی اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہو تو پھر ان دونوں کی اطاعت کرو۔ یہ ایمان کیسا ہے کہ اللہ کو رب مانا، حضور ﷺ کو رسولؐ مانا، لیکن زندگی اپنی مرضی کی گزار رہے ہیں، اللہ کے احکامات قدم قدم پر توڑ رہے ہیں، یہ تو سیدھا سا دوغلہ پن ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوتاہی اور غلطی ہو سکتی ہے، صغیرہ گناہ ہو سکتا ہے حتیٰ کہ کبیرہ بھی ہو سکتا ہے، لیکن موت سے پہلے پہلے توبہ کا راستہ کھلا ہے۔

انسان اگر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ توبہ کا بہت اونچا مقام ہے اور سچی توبہ کے نتیجے میں تمام گناہ صاف ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنی جگہ ایک مستقل موضوع ہے۔ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک کتابچہ "توبہ کی عظمت اور اس کی تاثیر" توبہ کے موضوع پر بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں توبہ کی عظمت، سچی توبہ کی شرائط اور تقاضوں کو مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے جس کا مطالعہ یقیناً آپ سب کے لیے بہت مفید ہوگا۔ اسی کتابچہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر توبہ کا دروازہ نہ ہوتا تو پھر انسانی نفسیات کیا ہوتی! اس نفسیات کو آنحضور ﷺ نے ایک واقعے کے حوالے سے واضح کیا ہے۔ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے 99 قتل کیے تھے۔ اتنے قتل کرنے کے بعد اسے احساس ہوا اور وہ اس کے ازالے کے بارے میں پوچھنے کے لیے ایک راہب کے پاس گیا۔ راہب نے کہا: تمہاری معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس نے غصے میں آکر اسے بھی قتل کر دیا اور 100 پورے ہو گئے۔ پھر وہ ایک عالم کے پاس گیا۔ اس نے کہا: اللہ تمہاری توبہ قبول کرلے گا، وہ غفورٌ رحیم ہے۔ تم فلاں بستی میں جاؤ، وہاں نیک لوگ رہتے ہیں تم ان کی صحبت اختیار کرو اور ان جیسے عمل کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول کرلے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص بستی کی طرف گامزن تھا کہ راستے میں ہی موت آگئی۔ اب روح لے جانے والے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا کہ اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں اور اس کی روح علیین میں جائے گی یا سجین میں۔ اس پر اللہ نے ایک فرشتے کو بھیجا اور اس نے حَکم بن کر یہ فیصلہ کیا کہ فاصلہ ناپ لیا جائے کہ جس شہر سے وہ چلا تھا اور جس بستی میں جانے کا ارادہ تھا، ان دونوں میں سے یہ جس کے قریب ہے، اس کے مطابق فیصلہ کرلیا جائے۔ حدیث میں الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس حصے کو سکیڑ دیا۔ چنانچہ جب ناپا گیا تو وہ بستی کی طرف قریب تر تھا۔ لہٰذا اسے رحمت کے فرشتے علیین میں لے گئے۔

یہ ہے ایک طرف اللہ کی رحمت اور دوسری طرف انسانی نفسیات۔ اگر توبہ نہ ہوتو پھر انسان اپنے جرائم میں آگے بڑھے گا۔ اصلاح کا واحد امکان تب ہے کہ جب انسان کو معلوم ہو کہ اب تک میں نے جو جرائم کیے ہیں ان کا ازالہ ہو سکتا ہے، ان کی معافی ممکن ہے۔ یہ ہے نفسیاتی اعتبار سے توبہ کی اہمیت!

اصل میں تو یہ اللہ کی رحمت ہے کہ وہ توبہ پر بندے کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اس حوالے سے سورۃ الزمر میں بڑی امید افزا آیت ہے:

﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿٥٣﴾﴾ (الزمر)

"(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخشنے کا اختیار رکھتا ہے۔ بے شک وہ تو ہے ہی بخشنے والا اور رحم فرمانے والا۔"

یعنی اگر تم سچی توبہ کرو گے تو وہ سابقہ تمام گناہ معاف کر دے گا چاہے وہ گناہ پہاڑ جتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں مثال دی تھی کہ اگر کسی کے گناہ اُحد پہاڑ کے برابر بھی ہوں تو سچی توبہ سے اللہ وہ بھی معاف کر دے گا۔ اسی کو ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر گناہ کوہ ہمالیہ کے برابر ہوں تو بھی اللہ معاف کر دے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ توبہ سچی ہونی چاہیے۔

یہ بھی یاد رہے کہ توبہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے نہیں کھلا رہتا، بلکہ اس کا ایک وقت مقرر ہے اور اس کا موقع تب تک ہے جب تک زندگی کی آس ہے۔ موت کے واضح آثار شروع ہونے سے قبل تک توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ لیکن اس وقت تک انتظار کرنا ہرگز پسندیدہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ رسک لینا چاہیے کہ ابھی تو موت میں بہت وقت ہے، ابھی تو جوانی کی عمر ہے، کرلیں گے توبہ بھی۔

سورۃ النساء میں یہ مضمون بیان ہوا ہے:

﴿اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ط وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿١٧﴾﴾

"اللہ کے ذمے ہے توبہ قبول کرنا ایسے لوگوں کی جو کوئی بری حرکت کر بیٹھتے ہیں جہالت اور نادانی میں، پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں تو یہی ہیں جن کی توبہ اللہ قبول فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور حکیم و دانا ہے۔"

اللہ پر کوئی شخص کوئی چیز لازم نہیں کر سکتا، لیکن اللہ نے ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا ہے جو لاعلمی میں گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں یا جذبات کی رو میں بہک کر کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں، مگر اس کے فوراً بعد وہ پلٹتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔

ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ سچی توبہ کی کچھ شرائط اور تقاضے بھی ہیں جن میں سب سے پہلا یہ ہے کہ انسان کو اپنے کیے پر ندامت اور شرمندگی ہو۔ اصل میں توبہ کی روح ہی یہ ہے کہ انسان سوچے کہ میں نے اللہ کا حکم توڑ کر اپنے اوپر ظلم ڈھایا ہے۔ وہ میرا رب ہے اور اس کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں' لیکن میں کیا کرتا رہا ہوں۔ اس پشیمانی کے جذبات کے ساتھ گڑگڑا کر معافی مانگے اور ساتھ ہی عزم مصمم ہو کہ آئندہ ان گناہوں کا ارتکاب نہیں ہو گا۔ اور پھر اپنے عمل کی اصلاح کے لیے باقاعدہ طور پر کوشش بھی شروع کر دے۔ یہ ہیں سچی توبہ کے تقاضے۔ اور اگر معاملہ یہ ہو کہ صبح اور شام استغفار کی ایک تسبیح تو پھیرنی ہے' لیکن دل میں عزم یہی ہے کہ چلنا اسی راستے پر ہے تو یہ توبہ نہیں ہے۔ یہ ہم اللہ کو دھوکا نہیں دے رہے' بلکہ حقیقت میں اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔

زیر مطالعہ آیت بھی توبہ کے موضوع پر بہت عظیم آیت شمار ہوتی ہے، جس میں فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰی رَبُّكُمۡ اَنۡ یُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَیِّاٰتِكُمۡ وَیُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۙ یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ یَسۡعٰی بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَبِاَیۡمَانِهِمۡ

''اے اہل ایمان! توبہ کرو اللہ کی جناب میں خالص توبہ۔ امید ہے تمہارا رب تم سے تمہاری برائیوں کو دور کر دے گا اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی، جس دن اللہ اپنے نبی (ﷺ) کو اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوا نہیں کرے گا (اُس دن) ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے سامنے اور ان کے داہنی طرف۔''

مدنی سورتوں کے اس گروپ کی پہلی سورت یعنی سورۃ الحدید میں بھی اس نور کا ذکر آیا تھا' جبکہ اب آخری سورت میں پھر سے نور کا ذکر آ رہا ہے۔ قیامت کے مراحل میں سے ایک مرحلہ وہ ہوگا کہ جس میں چھانٹی کی جائے گی اور چھانٹی کا انداز یہ ہوگا کہ سب کو پل صراط سے گزارا جائے گا جس کے بارے میں آتا ہے کہ وہ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک ہوگا۔ وہاں گھپ اندھیرا ہوگا۔ اس موقع پر سچے اہل ایمان کے ایمان کا نور ان کے سامنے اور ان کے داہنی طرف ساتھ ساتھ چلے گا اور راہنمائی کرے گا۔ وہ صحیح ٹریک پہ چلتے ہوئے پل صراط کراس کر جائیں گے۔ دوسری طرف جو نام کے مسلمان تھے، جن کے اندر ایمان کی روشنی تھی ہی نہیں تو وہ پل سے نیچے گر جائیں گے۔ اس طرح چھانٹی کر دی جائے گی۔ پھر اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان میں دیوار حائل کر دی جائے گی۔ اس وقت جن اہل ایمان کا نور کم ہوگا وہ اللہ سے دعا کریں گے:

﴿یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ﴾ (8)

''وہ کہتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو کامل کر دے۔ اور تو ہمیں بخش دے' یقیناً تو ہر شے پر قادر ہے۔''

یہ ہے اس سورت کی آیت نمبر 8' جس میں توبہ کا بیان ہے اور اس آیت میں ہم سب کے لیے پیغام یہ ہے کہ قرآن کی ہدایات سامنے آنے کے بعد ہم اپنا جائزہ لیں اور پھر اپنی اصلاح کی طرف کمربستہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

پریس ریلیز 29 مئی 2015ء

بھارتی وزیر دفاع کا بیان درحقیقت اعترافِ جرم ہے

قومی یکجہتی اور ہم آہنگی نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر کے بغیر ممکن نہیں

غیروں کی محتاجی سے نجات حاصل کرنے کے لیے معاشی طور پر خود کفیل ہونا لازم ہے

حافظ عاکف سعید

نظریاتی بنیادوں کو مستحکم کیے بغیر پاکستان بھارت کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی وزیر دفاع منوہر پیکار نے سفارتی آداب اور عالمی قوانین کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے پاکستان میں دہشت گرد کارروائیوں پر اصرار کیا ہے۔ یہ درحقیقت اعتراف جرم ہے لیکن عالمی سطح پر اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ بھارتی وزیر دفاع نے اپنی فوج کی کثیر تعداد کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ فوج ہم نے امن قائم کرنے کے لیے نہیں تیار کی۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ پاکستان اس وقت سیاسی اور معاشی لحاظ سے شدید عدم استحکام کا شکار ہے۔ پاکستان میں قومی سطح پر یکجہتی اور ہم آہنگی کا فقدان ہے۔ قومی یکجہتی اور ہم آہنگی نظریہ پاکستان کی عملی تعبیر کے بغیر ممکن نہیں۔ ایک اسلامی فلاحی ریاست ہی بھارت کے مکروہ عزائم کو ناکام بنا سکتی ہے۔ انہوں نے پاک چین اکنامک کوریڈور پر سیاسی جماعتوں کے اتفاق کو خوش آئند قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ غیروں کی محتاجی سے نجات حاصل کرنے کے لیے معاشی طور پر خود کفیل ہونا لازم ہے۔ اللہ پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائے تاکہ دشمنانِ اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کیا خبر تھی!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مصر میں جمہوریت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کو فوج کی گود میں بیٹھی عدلیہ نے محمد مرسی (مصری عوام کا منتخب صدر) کو 105 اخوانی ساتھیوں سمیت سزائے موت سنا دی۔ قبل ازیں 529 اخوانیوں کو مارچ میں سزائے موت سنائی گئی۔ جمہوریت کے عالمی بہی خواہ اور داعیان منہ موڑے بیٹھے ہیں۔ جرم وہ خانہ ساز نہیں جس کی آڑ میں سزا سنائی گئی ہے۔ جرم اصلاً امت کی غم خواری، فلسطینی بھائیوں کی دادرسی، قبلۂ اول اور افغانستان پر امریکی چڑھائی پر دوٹوک مؤقف کا اظہار تھا۔ یہ سزا اسرائیل وامریکہ کی مسلط کردہ فوجی حکومت کے ہاتھوں کٹھ پتلی عدلیہ نے دی ہے۔ اخوانی خواتین جو اسی جرم بے گناہی میں قید بھگت رہی ہیں، ان کے خلاف ظلم وتشدد اور بے حرمتی کی خبروں پر بھی سارے عالمی کنونشنز، قوانین دم توڑ گئے ہیں۔ مظلوم مسلمانوں کے لیے دنیا میں کوئی جائے پناہ نہیں۔ اسی کے ردعمل میں پھر سینا میں عدالت میں گھس کر 3 جج مار ڈالے گئے۔ اب ججز کی انشورنس ہوگی۔ اگر ہم سے سیکھا، پوچھا ہوتا تو آسان ترین، سستا ترین انصاف پولیس مقابلے میں مار ڈالنا ہے۔ اتنے تردد سے کیا گزرنا!

حقوق انسانی کا ایک اور کریہہ چہرہ انڈونیشیا کے ساحلوں پر پناہ کی تلاش میں 2 ماہ تک بھٹکتے برما کے مظلوم ترین روہنگیا مسلمان ہیں۔ امن کے پرچارک بدھوں کے ناقابل یقین مظالم کے لامتناہی سلسلوں سے نجات پانے کی خواہش نے پہلے بھی ہزاروں کی جان لی ہے۔ سمندروں میں ڈوب کر مر گئے۔ 59 مسلم ممالک میں سے کوئی مدد کو نہ آیا۔ 50 خواتین اور 84 بچوں سمیت کئی رلتے رلاتے رہے۔ اب شنید ہے کہ ملائیشیا نے سات ہزار کو پناہ دینے کا اعلان کیا ہے۔ امت کہاں ہے؟ اس کے وسائل کہاں ہیں؟ انگریز جاتے ہوئے حجاموں کو خلیفہ کا لقب دے گیا تھا۔ امت خلیفہ راشد کو یاد کرے تو حجام آ کھڑا ہو۔ خلافت یا شریعت چاہنے والے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے صورت افغانستان۔ ہاں برج خلیفہ جیسے تعیشات کی پوری اجازت ہے۔ یا سسکتی امت کے بیچوں بیچ جہاں غزہ کا المیہ بھی جوں کا توں ہے، مسلمانوں کی دولت سمندر کی تہ میں دبئی میں عالمی معیار کا ٹینس کورٹ بنانے میں استعمال ہو گی۔ شیشے کے بنے اس کورٹ کی چھت کے اوپر نیلا سمندر اور آبی مخلوق ہو گی۔ اگر روہنگیا مسلمان کی ڈوبتی لاش راہ پا گئی تو مزہ کرکرا ہو جائے گا۔ اسی سے تو نظریں چرائی جا رہی ہیں۔

پاکستان میں میڈیا، اخبارات جو مرضی لکھتے رہیں، کسی کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ نیویارک ٹائمز نے ایک خبر کیا دی، حکومت کے کان پر ہاتھی رینگ گیا۔ ملک بھر میں بھونچال آ گیا۔ 370 جعلی تعلیمی ویب سائٹوں، آن لائن جعلی کالجوں یونیورسٹیوں نے ہزاروں لوگوں سے کروڑوں ڈالر بٹورے۔ ایگزیکٹ نامی (گرامی) آئی ٹی کمپنی یوں جعلی ڈگریاں بانٹ رہی تھی۔ نرسنگ، ڈاکٹری، انجینئرنگ، ایرونائیکل انجینئرنگ جیسی (حساس) جعلی ڈگریوں کی فروخت عالمی سطح پر جاری تھی۔ ہم ترقی کر گئے ہیں۔ جعلی ادویات، جعلی مشروبات، جعلی دودھ شہد، جعلی گوشت (گدھے، مردار) کے ماہر تھے۔ اب ہم آئی ٹی اور سافٹ ویئر برآمد کے دمکتے ناموں اور ساتھ نتھی گھن گرج والے نئے میڈیا گروپ بول کے ذریعے عالمی سطح پر بہت بڑا بول بول گئے۔ بدنام ہوئے ہم تو کیا نام نہ ہو گا۔ یہ کم اعزاز ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا جعلی ڈگری کاروبار گلوبل ویلج کے چودھریوں کی ناک کے نیچے برسوں کامیابی سے چلایا۔ ہم نے پہلے بھی لاہور میں گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ والوں کو بلا کر کئی عالمی ریکارڈ قائم کیے تھے، جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ طلبہ نے سر سے اخروٹ توڑنے کا عالمی ریکارڈ بنایا تھا! سو جس ملک میں طالب علم کا سر اخروٹ توڑنے کے کام آتا ہو تو ایگزیکٹ والوں نے بہتر اخروٹ توڑ دکھائے ہیں! حتیٰ کہ دیدہ دلیری ملاحظہ ہو۔ پاکستان کے عالمی سرپرست، مربی ومحسن اور ڈالر رساں امریکہ کے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے سرٹیفکیٹ جان کیری کے جعلی دستخطوں کے ساتھ بیچنے کی جسارت بھی کی ہے! میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ، نہایت تیز ہیں آئی ٹی کے رندے! ستم تو یہ ہے کہ ڈگری لینے والوں میں ورمونٹ (امریکہ) کا کتا بھی ایم بی اے کا ڈگری ہولڈر ہو گیا (شاید طالب علم کی تصویر لینا بھول گئے تھے!)۔ 500 ڈالر میں یہ کتا پڑھیا لخیا (پڑھا لکھا) ہو گیا۔ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ بزنس کی ڈگری لے کر کہاں کا بزنس ایگزیکٹیو بنا؟

سالہا سال سے پاکستان میں دھوم دھڑکے سے چلتا یہ کاروبار حکومت کو نظر نہ آیا۔ امریکہ نے اطلاع دی تو خبر ہوئی! امریکہ کو شاید پاکستانی سابق وزیراعلیٰ کا فتویٰ نہیں ملا کہ ڈگری تو ڈگری ہوتی ہے اصلی ہو یا نقلی! نیویارک ٹائمز کے اداریے میں یہ بھی کہا گیا کہ کانگریس نے اس مسئلے کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شمار سیاسی مصلحتیں آڑے آتی ہیں۔ پاکستان امریکہ کا سٹریٹیجک اتحادی ہے۔ ایک بڑا، نیا میڈیا ہاؤس بے شمار مقاصد کے ساتھ اس کمپنی کے ساتھ نتھی تھا۔ یہ سب امریکی جنگ کی ناک کا بال ہے۔ سو چشم پوشی بہتر ہے۔ حکومتیں ایسے سکینڈل عموماً سنبھال رکھتی ہیں، مناسب وقت پر بلیک میلنگ کے لیے! اگرچہ خبر دینے والا امریکی صحافی کسی بھی عدالت کا سامنا کرنے کو تیار ہے۔ ہزاروں لوگوں کو تصاویر اور ویب سائٹوں کے جھانسے میں لوٹنے والا فراڈ اور دھوکا دہی کا یہ سکینڈل شفاف تحقیق کا متقاضی ہے۔ اگر کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہوئے دکھائی دیے تو پھر اس سے بڑی بریکنگ نیوز لا کر اسے دفن کر دیا جائے گا۔ تاہم آج محنت سے گریزاں، فوری نتائج کی تلاش میں خود دھوکے خریدے جانے کا چلن ہے۔ راتوں رات امیر بننے کے چکر میں راتوں رات ڈگریاں ہی درکار ہوں گی۔ ہوائی کالج، ہوائی یونیورسٹیاں، ہوائی پروفیسر، ہوائی طلبہ، ہوائی تعلیم کے نتیجے میں ہاتھ آنے والی ہوائی ڈگری! بادشاہ ننگا ہے کی کہانی تازہ کر لیجیے۔

ہمیں تو اس تناظر میں پرویز رشید کی مدارس پر جہالت کی یونیورسٹیاں والی پھبتی یاد آ رہی ہے۔ ارکان

پارلیمنٹ کیا بولیں، ان کی صفوں سے ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی جعلی ڈگری یافتہ نکل آتا ہے! کتاب سے فرار، محنت سے فرار کا یہ شاخسانہ ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ انہی دنوں آن لائن تحقیقی مقالہ جات کی چوری پر یونیورسٹیوں سے 45 اساتذہ نااہل قرار دیئے گئے ہیں۔ پی ایم ڈی سی میں ڈاکٹروں کی جعلی اسناد کا جھگڑا الگ چل رہا ہے۔ تاہم ہماری مہارت صرف فراڈ کرنے کی نہیں بلکہ اسے چھپانے، قالین تلے دبانے کی بھی ہے۔ ہم مٹی پاؤ، رات گئی بات گئی اور این آر او کے ماہر و تجربہ کار ہیں۔ کالا دھن سفید کرنے کے دھوبی گھاٹ بھی کھلے رہتے ہیں۔ ہر کھلنے والا منہ بند کروانے کے حربے، تحریص و تخویف میں بھی خوب طاق ہیں۔ سو...... آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا! ہم تو پہلے ہی تعلیم کے نوحے پڑھتے ہلکان ہو رہے تھے۔ معیارِ تعلیم، نصابِ تعلیم کی گراوٹ، بدیسی زبان کا تسلط ہی خانہ ویرانی کو کیا کم تھا کہ اب یہ نئی افتاد آن پڑی۔

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلے آئیں گے جعل ساز بھی ساتھ

☆☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 22 سال، قد 5 فٹ، تعلیم بی ایس سی (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسرروزگار، تعلیم یافتہ نوجوان (حدِ عمر 29 سال) کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4006155

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم چھاؤنی کے رفیق جناب عبدالباسط کے والد انتقال فرما گئے۔

☆ تنظیم اسلامی سیالکوٹ جنوبی کے رفیق کامران بٹ کے والد وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

ریاکاری کی مذمت

قرآن وسنت کی روشنی میں

فریداللہ مروت

ریاکاری، نام ونمود اور دکھلاوے کو کہتے ہیں۔ یہ نہایت قبیح اور برے اخلاق و کردار کا اظہار ہے۔ اسلام کی اخلاقی تعلیمات میں اس بات کو بڑی اہمیت دی گئی کہ بندہ جو بھی نیک کام کرے وہ اخلاص وللّٰہیت سے کرے یعنی اس کا مقصد اللہ کی رضاجوئی اور خوشنودی کا حصول ہو نہ کہ نام ونمود اور لوگوں میں اپنے کو بڑا ظاہر کرنا چنانچہ کوئی عمل چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی قبولیت یعنی عنداللہ مقبول ہونے اور اجر وثواب کے استحقاق کے سلسلے میں ہر عمل کا دارومدار نیت پر رکھا گیا اور یہ حقیقت ذہن نشین کرائی گئی کہ اللہ بندوں کے مال و دولت یا ان کی صورتوں کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ ان کے دلوں کو دیکھتا ہے۔

اللہ بڑا بے نیاز ہے، اسے وہ نیکی ہرگز قبول نہیں جس کے کرنے میں بندہ مخلص نہ ہو۔ اللہ کی رضاجوئی چھوڑ کر کسی اور کو خوش کرنے کی غرض سے وہ نیکی انجام دی گئی ہو یا کوئی دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔

ایک حدیث میں ہے ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب لوگوں کو جمع کرے گا' پھر ایک منادی اعلان کرے گا جس شخص نے اپنے کسی ایسے عمل میں جو اس نے اللہ کے لئے کیا' کسی اور کو بھی شریک کیا ہو وہ اس کا ثواب اسی دوسرے سے جا کر طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہے۔'' (مسند احمد)

ریاکاری اور خواہش پرستی کو شرک اصغر اور شرک خفی کا نام دیا گیا۔ سورہ جاثیہ کی آیت 23 میں فرمایا گیا ''کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنالیا۔''

اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کے سلسلے میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اس میں ریاکاری کی آمیزش نہ ہو اور ان (کافروں) کی طرح نہ ہو جاؤ جو غرور اور لوگوں کو دکھاوے کے لئے گھر سے نکلے'' (الانفال:47)

انفاق فی سبیل اللہ کے سلسلے میں تاکید کی گئی ''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔'' (البقرہ:264)

سورۃ الماعون میں ریاکار نمازیوں کی ہلاکت کی خبر ان الفاظ میں دی گئی ہے: ''ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں۔'' (الماعون:4 تا 6)

غرض اسلام میں ریاکاری کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ نہایت مذموم خصلت ہے اور اللہ رب العالمین کے احسانات اور انعامات کی ناشکری و ناقدری بھی ہے۔

چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی شرک نہ سہی' شرک کا قائم مقام ضرور ہے۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے اس خطرہ سے امت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے تمہارے بارے میں شرک اصغر کا زیادہ خوف ہے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ شرک اصغر ریاکاری ہے۔'' (مسند احمد)

''جہنم میں ریاکاروں کے لئے ایک مخصوص وادی ہے جس کی ہولناکی سے جہنم خود روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔'' (سنن ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے جس کے حق میں جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ریاکار شہید' ریاکار عالم و قاری اور ریاکار سخی ہوں گے۔'' (صحیح مسلم)

ریاکاری و نام ونمود کی مذمت اس کے دینی و اخروی نقصانات اور بھیانک نتائج کے سلسلے میں اور بھی واضح ارشادات نبوی ﷺ موجود ہیں' لیکن مذکورہ چند آیات و احادیث سے بھی اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ ریا ونمود اسلامی اخلاق و کردار کے بالکل منافی اور اللہ و رسولؐ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ فعل ہے۔ اہل ایمان کو اس سے بہت دور اور بہت محتاط رہنا چاہئے۔ ورنہ اس کی آمیزش سے سارے اعمال کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ اللہ ہم سب کو اس گھناؤنے فعل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مصر میں جمہوریت کو سزائے موت

20مئی 2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی: حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: محمد مرسی جمہوری نظام کے تحت مصر کے صدر بنے لیکن ایک سال بعد ہی جبری طور پر ان سے اقتدار چھینا گیا، قیدو بند کی صعوبتیں دی گئیں اور بالآخر سزائے موت سنا دی گئی۔ آخر ان کا قصور کیا تھا؟

ایوب بیگ مرزا: مصر میں پہلے کوئی جمہوری نظام نہیں تھا۔ وہ ایک ڈکٹیٹر شپ تھی، اسے جمہوریت کہنا یقیناً جمہوریت کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے۔ حسنی مبارک، انور سادات، صدر ناصر سب کا طریقہ کار ایک ہی تھا۔ وہ وقفے وقفے سے ریفرنڈم کراتے تھے، اور پہلے ہی طے ہوتا تھا کہ 97 فیصد ووٹ ان کے ہوں گے۔ اخوان المسلمون کی تاریخ بڑی تابناک ہے۔ اس کے پہلے سربراہ حسن البنا شہید تھے۔ انہوں نے مصر میں حقیقی اسلام نافذ کرنے کے لیے ایک زوردار تحریک اُٹھائی۔ صرف 43 سال کی عمر میں صدر ناصر کے دور میں انھیں شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد اخوان المسلمون پر بہت ہی سخت وقت گزرے۔ بہت تکالیف اور مصائب کا انھیں سامنا کرنا پڑا۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ بعد میں تحریک نے حالات کو دیکھتے ہوئے اپنے موقف میں کافی لچک پیدا کرلی۔ مغربی یا اینٹی مسلم قوتیں اس لچک دار رویے کا صحیح اندازہ نہ کرسکیں۔ انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس لچک کے باعث اخوان نفاذ اسلام کے مطالبے سے دست بردار ہو جائیں گے اور وہی سیکولر نظام یہاں چلے گا۔ چنانچہ انھیں کھل کر الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دے دی گئی۔ ڈاکٹر مرسی امریکہ کے پڑھے ہوئے ہیں، اور وہاں پڑھاتے بھی رہے ہیں۔ خیال یہ تھا کہ اسلام کا صرف نام ہی ہوگا اور سیکولرازم ہی اس کی آڑ میں چلے گا، لیکن ڈاکٹر مرسی اور ان کی جماعت کے رویے نے یہ ظاہر کیا کہ وہ اسلام کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے انہوں نے بعض اقدامات بھی کیے۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ مغربی طاقتوں اور امریکہ نے تو یہ کرنا ہی تھا، عرب کی تمام قوتوں نے بھی مرسی کے خلاف امریکہ کا عملی طور پر ساتھ دیا۔ جنرل سیسی کو اسرائیل کی حمایت بھی حاصل تھی۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ چنانچہ جبراً ان کو نکال دیا گیا۔

سوال: مصر میں دشمن قوتوں کا اصل ٹارگٹ کون تھا: ڈاکٹر مرسی کی حکومت، جمہوریت یا اسلام؟

حافظ عاکف سعید: دشمن قوتوں سے مراد امریکہ اور اس کے اتحادی ہی ہیں۔ اصل میں بنیادی طور پر دو کیمپ ہیں: ایک اسلام ہے اور ایک اس سے باہر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام دشمن قوتوں کا اصل ٹارگٹ تو حقیقی اسلام ہے۔ جمہوریت کے تو وہ بڑے پروردہ ہیں۔ اسے پالنے

مرتب: محمد خلیق

پوسنے والے، دنیا میں فروغ دینے والے! لہٰذا جمہوریت سے as such ان کی دشمنی ہو نہیں سکتی۔ اسلام دشمنی ان کے رگ و ریشے میں ایسی رچی بسی ہوئی ہے کہ اس کے لیے وہ جمہوریت کو بھی تلپٹ کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے اور بڑے سے بڑا قدم بھی اُٹھا لیتے ہیں۔ اس وقت بھی سعودی عرب اور بہت سی عرب ریاستوں میں امریکہ ہی کی زیر سرپرستی شہنشاہتیں چل رہی ہیں۔ اخوان المسلمون کا آغاز بڑا شاندار تھا۔ ان کا تقویٰ، ان کی للّٰہیت، ان کا جذبہ جہاد اور دین کے لیے کٹ مرنے کا جذبہ ایسا ہے کہ شاید اس دور میں ایسی مثال نہ ملے۔ بہر حال کسی بھی شکل میں اسلام غالب ہوا اور سیکولر قوتیں پسپائی اختیار کریں، یہ مغرب کو گوارا نہیں ہے۔ مصر میں بہت سے معاملات میں لچک کے باوجود اسلام کی طرف جو بھی تھوڑی بہت پیش رفت کی گئی تھی، وہ اسلام دشمن قوتوں کو ہضم نہیں ہوسکی۔ چنانچہ انہوں نے سارے اُصول اپنی ہی چھری سے ذبح کیے۔ جمہوریت کے وہ راگ الاپتے ہیں، لیکن کس برے طریقے سے انہوں نے جمہوریت دشمن قوتوں کو نہ صرف خود سپورٹ کیا بلکہ تمام عرب ممالک کو بھی اس کے لیے شہ دی۔ وہ سب کے سب چونکہ امریکہ کی مٹھی میں ہیں، لہٰذا جنرل سیسی کی حمایت میں آ گئے ہیں حالانکہ پورا عالم اسلام اس پر تڑپ رہا تھا کہ کتنا ظلم اور بے انصافی ہے۔ اب سزائے موت صرف مرسی کو نہیں بلکہ ان کے سو سے زائد ساتھیوں کو بھی سنائی گئی ہے۔ ان کا جرم کیا تھا؟ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا: ﴿اِلَّآ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ﴾ (الحج: 40) ''ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔'' اللہ کی حکومت ہونی چاہیے۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ جو نظریۂ پاکستان کے حمایتی تھے، ان کو سزائے موت سنائی جا رہی ہے۔ گویا ایسے لوگوں کو اس زمین پر اب زندہ رہنے کا حق نہیں ہے۔ بظاہر یہ سیکولرازم کی بڑی فتح ہے۔ باطل قوتیں خوشی کے شادیانے بجا رہی ہوں گی کہ جو ہم چاہتے ہیں وہ خود مسلمان اپنے بھائیوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔

سوال: محمد مرسی کو جو سزائے موت ہوئی ہے، خدانخواستہ اگر اس پر عمل درآمد ہو گیا تو کیا پوری مسلم دنیا میں اس کا ری ایکشن آئے گا؟

حافظ عاکف سعید: اُصولی طور پر یہ ری ایکشن آنا چاہیے۔ اس وقت ترکی نے بہت ری ایکشن دکھایا اور بہت اچھی بات ہے کہ ایک مثال قائم کی ہے۔ پاکستان سے جو ری ایکشن آیا ہے، وہ توقع کا 10 فیصد بھی نہیں ہے۔

وسیم احمد: عوامی ردعمل بھی سامنے نہیں آ رہا؟

حافظ عاکف سعید: عوام کے اصل میں یہ مسائل

اہل مغرب کو اسلام کا غلبہ کسی صورت گوارا نہیں

ہی نہیں ہیں، الا ماشاءاللہ۔ ایک تھوڑا سا حصہ ہے جو اسلام کے ساتھ committed ہے اور اس کا صحیح شعور بھی رکھتا ہے۔ باقی اکثریت نے تو طریق رہن سہن، بود و باش میں مغرب ہی کو امام بنا رکھا ہے۔

سوال: کسی بھی ملک میں اگر اسلام کا احیاء ہوتا نظر

آئے چاہے وہ جمہوری انداز میں ہو، دعوت وتبلیغ کے طریقے سے یا کسی اور ذریعے سے تو امریکہ اور مغربی قوتیں مداخلت کر کے اس سسٹم کو سبوتاژ کر دیتی ہیں۔ آپ دنیا میں اسلام کا مستقبل کیا دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: تھوڑی دیر کے لیے امریکہ کو ذرا الگ کر لیجیے۔ اصل میں یورپ کی اسلام سے دیرینہ دشمنی رہی ہے۔ یورپ اسلام کا ایک پرانا حریف ہے۔ اسلام جزیرۂ نمائے عرب سے نکل کر شمالی افریقہ، وسط ایشیا اور یورپ تک پہنچا۔ سپین پر مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ فرانس کی سرحد تک مسلمان پہنچے ہیں، لیکن باہمی اختلافات کی وجہ سے اسلامی فوجیں فرانس میں داخل نہیں ہوسکیں۔ صلیبی جنگوں کا سلسلہ چلا۔ 19ویں اور 20ویں صدی میں یورپی ممالک کے درمیان آپس میں خوں ریز جنگیں ہوئی ہیں۔ جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوئم کا نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ بحیثیت قوت کمزور پڑ گیا۔ اب امریکہ ایک سپر پاور کی حیثیت سے سامنے آیا۔

امریکہ کا اصل مسئلہ جمہوریت نہیں بلکہ اپنے سرمایہ دارانہ نظام کا تحفظ ہے

اب میں آپ کے سوال کے اصل حصے کی طرف آتا ہوں۔ امریکہ جب سپر پاور بنا تو اس کی خواہش تھی کہ دنیا کو ہمیشہ کے لیے اپنے زیرنگیں کر لیا جائے۔ سوویت یونین ایک نظریاتی ملک تھا، جس کی بنیاد اشتراکیت پر قائم تھی۔ اسے راستے سے ہٹانے کے لیے امریکہ نے مسلمانوں کی مدد حاصل کی۔ یورپ اور سوویت یونین کی طاقت ختم کرنے کے بعد امریکہ نے دیکھا کہ مسلمان ممالک اگرچہ منتشر اور کمزور ہیں لیکن ان کے پاس ایک ایسا عادلانہ نظام ہے کہ اگر کسی ایک ملک میں بھی اسلامی نظام نافذ ہو گیا تو اس کے خوشگوار نتائج دیکھتے ہوئے ہمارا سرمایہ دارانہ نظام خطرے میں پڑ جائے گا۔ کیپٹلزم نے جمہوریت کو ایک ڈھال بنایا ہوا ہے۔ اس استحصالی نظام کے تحت اقلیت دنیا پر حکومت کر رہی ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ مسلمان کسی ایسی صورت حال میں آئیں کہ اس عادلانہ نظام کو نافذ کر سکیں، اور وہ نظام پھر ہمارے سرمایہ دارانہ نظام کی جڑیں کھود دے، مسلمان ممالک ہی کو نیست و نابود کیا جائے۔ چنانچہ جہاں کہیں بھی اسلامی نظام کے نفاذ کے اثرات پیدا ہوتے ہیں تو امریکہ محض اسلام دشمنی میں نہیں بلکہ اپنے سرمایہ دارانہ نظام کو بچانے کے لیے میدان میں آ جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اسلام کا عادلانہ نظام آ گیا تو پھر سرمایہ دارانہ نظام کو کون پوچھے گا! حالیہ تاریخ میں دنیا کسی نہ کسی درجے میں اس کے ثمرات افغانستان میں دیکھ چکی ہے۔ اس سے ان کا یہ معاملہ اور پختہ ہو گیا ہے کہ اسلام کو بحیثیت نظام کسی دوسرے ملک میں نہیں آنے دینا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو الجزائر میں نہیں آنے دیا، افغانستان میں نہیں آنے دیا، مصر میں نہیں آنے دیا۔ پاکستان میں جو ہر وقت عدم استحکام پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ ایک نظریاتی ملک ہے۔ یہاں بھی اگر اسلام بحیثیت نظام آ گیا تو سرمایہ دارانہ نظام کی شامت آ جائے گی۔

سوال: کیا افغانستان میں ملا عمر کی حکومت کو عالمی سطح پر اتحاد کر کے ختم کرنا بھی اِسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ دنیا میں کہیں بھی اسلام بحیثیت نظام نافذ نہ ہو؟

حافظ عاکف سعید: جی بالکل! میری رائے یہی ہے کہ اصل سبب یہی تھا۔ نوآبادیاتی دور کے بعد مسلمان ممالک بظاہر آزاد تو ہوئے لیکن حقیقت میں مغرب کا غلبہ اور تسلط برقرار رہا۔ پھر آہستہ آہستہ امریکہ نے ہی ساری کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یہ لوگ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے لیے اصل خطرہ اسلام ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہماری قیادتوں کو اپنی مٹھی میں لے لیا۔ یہ حقیقت ہے کہ کہنے کو تو اسلامی ملک آزاد ہوئے لیکن ان میں پالیسی تقریباً وہی چلتی رہی جو پہلے تھی۔ اس حوالے سے ایک استثنائی صورت افغانستان میں تھی۔ وہاں پر شریعت کا نفاذ بھی ہو گیا تھا۔ اسامہ کا مسئلہ تو ایک ثانوی بات تھی، اصل مسئلہ ہی یہ تھا کہ یہاں پر دین قائم وغالب کیوں ہو گیا! پھر اس کی برکات بھی سامنے آنے لگیں۔ بہت سے لوگوں نے وہاں کا دورہ کیا تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس آئے کہ ہمیں خلافت راشدہ کے نمونے نظر آتے تھے۔ چنانچہ اسے ختم کرنے کے لیے نائن الیون کا ڈراما رچایا گیا۔ درحقیقت یہ حق وباطل کی قوتوں کا آپس میں ٹکراؤ تھا۔ یہ ان کی پالیسی تھی کہ حق ذرا سا بھی کہیں سے اُبھرتا ہوا نظر آئے تو اسے کچل دیا جائے۔ اس کے لیے انہوں نے اپنے تئیں تیاری یہ کی تھی کہ افغانستان پر اقتصادی پابندیاں لگا دی گئیں۔ پوری دنیا میں صرف پاکستان، سعودی عرب اور یو اے ای نے ان کی حکومت کو تسلیم کیا تھا، لیکن امریکہ کی دھمکی پر سب نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ کسی نے مالی طور پر ان کی مدد نہیں کی۔ اتنی کمزور حکومت کے خلاف امریکہ پورے عالم کفر کو اکٹھا کر کے لے آیا۔ مزید تسلی کے لیے پورے عالم اسلام کے حکمرانوں کو اپنی مٹھی میں لے لیا۔ اتنی بڑی تیاری کی کوئی توجیہہ نہیں کی جاسکتی سوائے اس کے کہ انہیں خوب معلوم تھا کہ یہ لڑائی ہم اسلام کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ اسی کا چراغ گل کرنے کے لیے یہ سارے اکٹھے ہو کر آئے تھے۔

سوال: اسلام پسند طبقے کو دبانے کے لیے ہر ملک کی فوج ہی اسلام دشمن طاقتوں کا آلہ کار کیوں بنتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: امریکہ اور کس کو کہے؟ وہ اسی کو کہے گا کہ جس کے پاس کرش کرنے کی قوت ہو گی۔

حافظ عاکف سعید: فوج ایک بڑا منظم ادارہ ہے۔ اس کے صرف سربراہ کو آپ قابو کر لیں پھر سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ شروع سے یہ نظر رکھتے ہیں کہ کس کو، کب، کیسے پروموشن دینی ہے۔ اوپر پہنچنے والے لوگوں پر امریکہ کی خصوصی نوازشات ہوتی ہیں، جیسے کہ ایک دور میں فری میسن والے کرتے رہے ہیں۔ یہ سارا کام اسی نہج پر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ فوج کے اندر سچے مسلمان بھی ہیں، لیکن انھیں بھی سبق ایک ہی پڑھایا جاتا ہے کہ ڈسپلن کی پابندی کی جائے۔

افغانستان میں نفاذِ شریعت کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے نائن الیون کا ڈراما رچایا گیا

ایوب بیگ مرزا: ذرا اپنی قوم اور معاشرے پر نگاہ ڈالیے۔ جو معاشرہ کرپٹ ہے، جو دین سے دور ہو چکا ہے، جو پیسے کی خاطر ہر شے قبول کر لیتا ہے، فوج بھی اسی معاشرے سے نکلی ہے۔ لہٰذا جب باہر کے لوگ ان سے رابطہ کرتے ہیں تو جن کے پاس قوت ہے وہ بھی اسی معاشرے سے نکلے ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی وہی کچھ کرتے ہیں جو اس معاشرے کا عام رواج ہے۔ حافظ عاکف سعید صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ کسی اور ادارے میں تو شاید اختلاف ہو جائے، لوگ آپس میں لڑ پڑیں لیکن وہاں ایک ڈسپلن ہے۔ انہیں پہلے دن سے یہی سکھایا جاتا ہے کہ جو

تمہارا باس کہے گا، تم نے بغیر سوچے سمجھے اس پر "لیس سر" کہنا ہے۔ جب یہ بات ہوگی تو بیرونی قوتوں کو بڑی آسانی بھی رہتی ہے۔ پھر جب فوج حکومت پر قبضہ کرلیتی ہے تو نہ کوئی پارلیمنٹ ہوتی ہے نہ کوئی اور عوامی ادارہ، بس ایک ہی آدمی ہوتا ہے جس سے ساری باتیں طے کرنی ہوتی ہیں، جیسے کہ صدر مشرف کے ساتھ افغانستان کے حوالے سے فیصلے ہوتے رہے اور اب اس کے نتائج ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔

نفاذِ اسلام کی راہ میں جاگیرداری نظام ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے

سوال: ڈاکٹر مرسی کو سزائے موت ملنے پر دنیا بھر میں جمہوریت کے چمپئن کیوں خاموش ہیں؟

حافظ عاکف سعید: یورپ کے بہت سے ممالک سے آوازیں تو اُٹھی ہیں لیکن وہ صرف لیپاپوتی ہے، زبانی جمع خرچ ہے۔ اس فیصلے کے خلاف کوئی بھی بڑا قدم اُٹھانا، مصر کی موجودہ حکومت کے اوپر کوئی پابندی عائد کرنا، اس کا اکنامک بائیکاٹ کرنا، ایسا کوئی معاملہ نہیں ہوگا۔ یہ سب دکھاوے کے بیانات ہیں، کیونکہ اصل مسئلہ جمہوریت نہیں بلکہ یہ ہے کہ اسلام کو مغلوب ہونا چاہیے۔ وہ جس طریقے سے بھی مغلوب ہو، انہیں قبول ہے۔

سوال: ایک رائے یہ ہے کہ بذریعہ جمہوریت نفاذِ اسلام ممکن ہی نہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کے خیال میں اس کا متبادل کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کے سوال کے دو حصے ہیں۔ پہلا یہ کہ جمہوریت کے ذریعے اسلامی نظام کا نفاذ ممکن نہیں ہے، اور دوسرا یہ کہ اس کا متبادل کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جمہوریت کے ساتھ ایسا معاملہ کیوں ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے پنڈت جواہر لال نہرو نے کہہ دیا تھا آزادی کے بعد ہم جاگیرداری نظام ختم کر دیں گے۔ جونہی اس نے یہ اعلان کیا، تمام مسلمان جاگیردار بھاگ بھاگ کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ اصل میں یہی جاگیردار جمہوریت پر سانپ بن کر بیٹھے۔ وہ صحیح عوامی فیصلہ ہی سامنے نہیں آنے دیتے۔ ہمارے ہاں جنوبی پنجاب اور سندھ میں بڑی بڑی جاگیریں ہیں۔ جاگیردار تو کبھی اسلام پسند ہو ہی نہیں سکتا، کیونکہ اس کی پہلی ضرب تو اس کے مفادات پر ہی پڑے گی۔ ان کے علاقے میں اگر ایک ووٹ بھی ان کے خلاف نکل آئے تو پورے علاقے کی شامت آجاتی ہے۔ ایسے میں کون ان کے خلاف ووٹ ڈال سکتا ہے؟ لہٰذا جمہوریت کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ میں جاگیردارانہ نظام بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ دوسری بات یہ کہ جمہوریت کے ذریعے عوام کا ذہن سامنے آتا ہے۔ چنانچہ یہ کہنا کہ ہمارے عوام بہت اسلام پسند ہیں، حقیقت نہیں ہے۔ عوام کو بھی اسلام اس حد تک پسند ہے جہاں تک اس کی مذہبی جہت ہے، یعنی نماز، روزہ وغیرہ۔ جہاں عملی اسلام کا معاملہ آتا ہے، جہاں عوام اور حکمرانوں کے مفادات پہ زد پڑتی ہے تو یہ جمہور نہ چاہتے ہوئے بھی اسلام کے راستے کی رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اگرچہ جمہوریت کے ذریعے اسلامی نظام قائم نہیں ہوا لیکن باہر کے ملکوں میں جمہوریت کے ذریعے اسلامی نظام آیا ضرور تھا۔ مثلاً الجزائر میں جمہوریت کے ذریعے آیا تو تھا اگرچہ اس کو قدم رکھنے نہیں دیا گیا۔

حافظ عاکف سعید: میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا۔ الجزائر میں اسلامی پارٹی کو الیکشن میں کامیابی حاصل ہوئی تھی لیکن وہ اقتدار میں نہیں آئے تھے۔ اسی طرح مصر میں وہ اقتدار میں تو آئے لیکن پھر ان سے حکومت چھین لی گئی۔ بہرحال یہ طے ہے کہ الیکشن کے ذریعے آپ پورے نظام کو نہیں بدل سکتے، صرف نظام چلانے والے ہاتھ بدلتے ہیں۔ نظام کی اصل بنیاد اپنی جگہ قائم رہتی ہیں اور موقع ملنے پر پھر وہ react کرتی ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: جمہوریت کے ذریعے جب تبدیلی آتی ہے تو صرف پارلیمنٹ میں تبدیلی آتی ہے۔ فوج وہی، عدلیہ وہی۔ جبکہ اگر کسی تحریک کے ذریعے تبدیلی لائی جائے تو تحریک اپنے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ختم کرتی ہے۔ وہ پہلے تمام انقلاب دشمن قوتوں کو کرش کرے گی، تب کامیاب ہوگی۔

حافظ عاکف سعید: اس کی مثال بھی موجود ہے کہ اگر انقلاب کہیں مذہبی بنیاد پر آیا ہے تو وہ ایران میں آیا ہے۔ وہ تحریک کے راستے سے آیا ہے، الیکشن کے ذریعے سے نہیں۔

سوال: ہمارے ہاں ایک مکتبہ فکر ایسا ہے جسے آج کل الیکٹرانک میڈیا پر بہت زیادہ کوریج بھی دی جاتی ہے، جو قرآن وحدیث کی نئی نئی تاویلات کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ کسی بھی فرد یا جماعت کے لیے بحیثیت نظام اسلام کا نفاذ لازمی نہیں ہے۔ اس پر تبصرہ فرمائیں۔

حافظ عاکف سعید: جو بھی اس پروگرام کو دیکھ رہے ہیں، وہ یقیناً اس حقیقت کو پا چکے ہوں گے کہ کس کا ذکر ہو رہا ہے۔ یہ تصور کہ ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، بلکہ اصل میں مطلوب بس یہی ہے کہ مسلمان انفرادی طور پر اپنے اندر ایمان رکھیں اور اسلام کی پریکٹس کریں، اس پر بہت گفتگو ہوئی ہے۔ اخبارات میں بہت سے کالم بھی آئے ہیں۔ قرآن مجید میں دین کا لفظ بنیادی طور پر اجتماعی نظام کے لیے آیا ہے۔ خود قرآن نے لفظ استعمال کیا دین الملك، یعنی جہاں پر بادشاہی نظام ہو۔ دین اللہ صرف وہ ہوگا جہاں قانون اللہ کا چلتا ہو۔ عربی جاننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود وہ صاحب لفظ دین کے بنیادی مفہوم کو نظرانداز کر رہے ہیں۔ جب تک اللہ کا دین قائم نہیں ہوتا، اور قائم سے مراد یہ ہے کہ اجتماعی نظام پر اللہ کا حکم اور اس کا قانون نافذ ہو، قرآن کی اصطلاح میں وہ دین ہے ہی نہیں۔ ہم اس انداز سے جی رہے ہیں جو علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

یہ بڑی بنیادی غلطی ہے۔ ہماری دشمن قوتوں کو پتا ہے کہ مسلمان کا ضمیر دین کا تصور رکھتا ہے اور ان کی اصل جنگ دین سے ہے۔ اسی لیے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے اصل دہشت گرد وہ ہے جو سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام کو اللہ اور رسولؐ کے عطا کردہ قوانین کے مطابق بنانا چاہتا ہو۔ جو یہ تصور رکھے، اس سے ان کی دشمنی ہے۔ چنانچہ ہمارے دشمن بھی سمجھتے ہیں کہ دین کیا ہے، اور ایک عام مسلمان جو

الیکشن میں نظام نہیں بدلتا، صرف اسے چلانے والے ہاتھ بدلتے ہیں

دین کا کچھ علم رکھتا ہے، وہ بھی سمجھتا ہے۔ جو وقت کے سب سے بڑے دانشور بنتے ہیں، وہ ہی نہ سمجھیں تو ہم اظہار افسوس کے سوا کیا کر سکتے ہیں!

[اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر "خلافت فورم" کے عنوان سے دیکھی جاسکتی ہے۔]

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

اللہ کا انسانوں اور اہل ایمان سے مطالبہ

تہمینہ اعجاز

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔'' (الذاریات:56)

عبادت کا لفظ ''عبد'' سے نکلا ہے۔ عبد کے معنی ''غلام'' کے ہیں اور عبادت کا مطلب ''غلامی'' ہے۔ یہ غلامی پوری زندگی میں مطلوب ہے، کیونکہ عبادت ہی انسان کی غرض تخلیق ہے۔

تو کیا انسان کی غرض تخلیق صرف نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔ یہ اسلام کی بنیادیں ہیں، مگر تصور عبادت انہی تک محدود نہیں۔ یہ غفلت سے بچانے اور اللہ سے تعلق پیدا کرنے کے ذرائع ہیں۔ عبادت تو اللہ کو ساری دنیا کا مالک مان کر خود کو اس کی اطاعت میں رکھنا ہے۔ اگر کوئی بندۂ مومن عبادت کرتا ہے اور پھر تمام زندگی کے معمولات اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کے اندر گزارتا ہے تو اس کی ساری زندگی عبادت ہے۔ سورۃ یٰسین میں آگاہ کر دیا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ ایسے انسانوں سے باز پرس کریں گے جنہوں نے اللہ کی عبادت پر اپنی زندگی نہ گزاری ہوگی۔

''اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرو گے، کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن تھا اور یہ کہ تم میری ہی بندگی کرو گے جو تمہیں اختیار کرنا چاہیے۔'' (یٰسین:61)

اُس دن نہ کوئی مددگار ہوگا نہ ہمجولی، نہ کوئی راستہ نہ مہلت، نہ معافی۔ حسرت کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ صرف ایک لفظ اس وقت منہ سے نکلے گا کہ ''کاش'' میں نے ایسا نہ کیا ہوتا، ''کاش'' رب کی عبادت کی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف میں فرماتا ہے:

''(یاد کرو) جب تیرے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور اُن کو خود ان کی جانوں پر گواہ ٹھہرایا اور پوچھا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اس پر تمام انسانوں نے اقرار کیا: کیوں نہیں، ہم اِس پر گواہ ہیں۔'' (الاعراف:172)

''ہم نے عہد اس لیے لیا کہ) مبادا تم قیامت کے دن یہ کہہ دو کہ ہم اس سے غافل تھے یا یہ کہ ہمارے باپ دادا نے شرک کیا ہم سے پہلے اور ہم ان کی اولاد ہیں (اس لیے ہم بھی مشرک ہو گئے)۔ تو کیا تو ہمیں ان غلط کار لوگوں کی وجہ سے ہلاکت میں ڈالے گا؟ ہم اس طرح کھول کھول کر اپنی آیات کو بیان کر رہے ہیں تا کہ وہ باز آ جائیں اور ہماری طرف رجوع کریں۔'' (الاعراف:172 تا 174)

پہلی اہم چیز تو اللہ کے ساتھ عہد ہے کہ وہی ہمارا رب ہے اور ہم نے اس کی اطاعت کرنی ہے۔ دوسرا، قیامت کے دن کوئی گلا نہ کر سکے گا کہ مجھے علم نہ تھا۔ ہمیں سارے دنیاوی علوم کا پتہ ہے کہ فلاں علم فلاں ملک سے حاصل کیا جائے، فلاں ڈگری فلاں ملک سے لی جائے۔ اللہ ہم سے ان ڈگریوں کا سوال تو نہیں کریں گے۔ اسی آیت میں انسان اپنے ہی والدین بزرگوں کو جن کی اطاعت میں انسان غلط کام کرتا ہے، انہی کو کہے گا کہ غلط کار لوگوں کی وجہ سے ہمیں ہلاکت میں ڈالے گا۔ آج تو یہ چیزیں ہمیں غلط کاریاں نہیں لگتیں۔ کیوں؟ کیونکہ ہم نے قرآن نہیں پڑھا۔ ہم نے اپنے بڑوں سے جو سنا، وہ کیا، چاہے وہ صحیح ہو یا غلط۔

ہم اللہ کو رب نہیں مانتے۔ اُس نے انسان کو پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ وہ پرورش کرتا ہے، رزق دیتا ہے اور ہر لمحہ اپنے بندے کے قریب ہوتا ہے۔

اگر اس کو رب مانیں گے تو لازماً رازق بھی مانیں گے۔ اللہ فرماتا ہے:

''اس زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں کہ اس کے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ لیا ہو (اس لیے) وہ ہر مخلوق کی جائے قرار کو جانتا ہے اور اس کے لوٹنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے۔ یہ سب کچھ واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔'' (ھود:6)

''بے شک تیرا رب کشادہ کر دیتا ہے رزق جس کے لیے چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خوب باخبر ہے اپنے بندوں سے اور ان کو دیکھ رہا ہے۔'' (بنی اسرائیل:36)

کوئی روزی، رزق پالینا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے کہ جب تک اللہ نہ عطا کرے۔ سورۃ الفجر میں اللہ فرماتا ہے:

''انسانوں کا معاملہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کو آزماتا ہے اور اُسے دنیا کی آسائشوں سے نوازتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دی، اور جب وہ آزمائش کے لیے اس پر رزق کی تنگی کرتا ہے تو پکار اٹھتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے۔'' (آیات:15،16)

جو انسان اللہ کو رب مانتا ہوگا، وہ مومن ہوگا۔ وہ خوشحالی اور تنگی میں رویہ ایک رکھے گا اور اس کو اللہ کی رضا سمجھے گا۔ عجیب بات ہے جس رزق کے حصول کے لیے ہم دن رات اس کے پیچھے لگے ہیں، درحقیقت وہ ہمارے پیچھے لگا ہے۔ اسی رزق کی خاطر انسان حرام ذرائع اختیار کرتا ہے، بُرے کام کرتا ہے۔

انسان کے رزق کا ذمہ اس رب نے لیا ہے جو پتھر میں پڑے کیڑے کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ ہماری تمام ضروریات کا ذمہ اللہ نے لیا مگر اس کے ساتھ ہمیں اللہ نے اپنے آگے سر تسلیم خم کرنے کا حکم بھی دیا کہ کائنات کی ہر چیز تیرے لیے ہے مگر تو میرے لیے ہے۔

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیزیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائیں ان میں سے ان کے لیے چوپائے پیدا کیے اور ان کو ان کی ملکیت میں دے دیا ہے۔'' (یٰسین:71)

جانور اور مالک کا معاملہ کیسا ہے! آپ نے ایک گھوڑا پالا ہے۔ کوئی پوچھے کہ گھوڑا کس کا ہے تو آپ فوراً بولیں گے میرا ہے، میں اس کا مالک ہوں۔ اب اُس جانور کو کھلانے پلانے کی ذمہ داری آپ کی ہے۔ اس کو رہائش دینا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر گھوڑا آپ سے ہر آسائش حاصل کر کے بھی وہ کام نہیں کرتا جو آپ کو مطلوب ہے تو آپ کیا کریں گے؟ ظاہر ہے اس کو سزا دیں گے کیونکہ آپ مالک ہیں۔ جو کام ذمہ لگایا وہ نہیں کرتا تو وہ آپ کے کس کام کا، کیا اور گھوڑوں کی کمی ہے۔ اسی طرح کا معاملہ رب اور بندے کا ہے۔ وہ کھلاتا ہے، پلاتا ہے، رہائش دیتا ہے، رزق اور اولاد دیتا ہے۔ اب وہی مالک فرماتا ہے کہ اُٹھو میرا کام کرو۔ دین کے لیے کوشش کرو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرو۔ اپنے مالک کا نام بڑا کرو۔ جب ہم اس کا کام نہیں کریں گے تو ہم سزا کے حق دار ہوں گے۔ اگر ہم نے اس کا کام نہیں کیا تو کیا اللہ

دوسرے لوگوں کو نہیں اُٹھا سکتا اس کام کے پورا کرنے کے لیے؟ مثال کے طور پر اگر ہم گھر کے کام کے لیے ایک ملازم رکھتے ہیں، وہ صحیح طرح کام نہیں کرتا تو ہم فوراً اسے نکال کر دوسرا رکھ لیتے ہیں۔ تو کیا اللہ کے لیے یہ مشکل ہے؟ ایک ماں اپنے بچے سے پیار کرتی ہے کیونکہ اُس نے اُس کو جنم دیا ہے۔ مگر وہ جس نے اُس کی آنکھیں، دل، ہاتھ، پیر اپنے ہاتھوں سے بنائے، وہ کتنا پیار کرتا ہوگا اپنے بندے سے؟ ستر ماؤں سے بڑھ کر چاہنے والا کبھی اپنے بندے پر ظلم نہیں کرتا۔ اُس کی نافرمانی کر کے ہم اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ زندگی کے جس موڑ پر بھی انسان اللہ کی طرف لوٹے، وہ ہاتھ پھیلائے اپنے بندے کے انتظار میں ہوتا ہے کہ تجھے معاف کر دوں، تجھے بخش دوں اور تیرے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دوں۔ ہمارا رب اتنا رحمٰن، اتنا شفیق، اتنا رؤف ہے لیکن پھر بھی ہم اس سے غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے تا کہ وہ تمام اشیاء کو کام میں لائے لیکن اس کی بندگی میں رہ کر۔ اس کا ایمان وعقیدہ، اس کے مراسم عبودیت، رسومات، طرز معاشرت، کاروبار و معاش اور سیاست اللہ کے عطا کردہ نظام عدل وقسط کے تقاضوں کے تحت ہوں۔ وہ پوری زندگی میں اسی کو رب مانے اور اس کی اطاعت وفرماں برداری کرے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں اللہ نے مسلمانوں کو نوید خلافت دی ہے وہاں اس خلافت کی اصل غرض وغایت بھی عبادت ہی کو قرار دیا ہے۔

''اللہ تعالیٰ کا تم میں سے ایمان اور عمل صالح کا حق ادا کر دینے والوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں لازماً خلافت عطا کرے گا، جیسے اس نے خلافت عطا کی اُن سے پہلے لوگوں کو اور وہ اُن کے اُس دین (اسلام) کو غلبہ عطا کرے گا جو اُس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا تا کہ وہ میری ہی بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد بھی کفر کریں تو وہی نافرمان ہیں۔'' (النور:55)

اللہ تعالیٰ اسی مقصد کے لیے اپنے رسولوں کو مبعوث فرماتے رہے کہ وہ اس نظام عدل کو قائم کریں جس کی بدولت اللہ کی فرماں برداری کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ یہ ہے وہ حق مالک ارض وسماء کا جو بحیثیت انسان ہم میں سے ہر ایک پر عائد ہوتا ہے۔ وہی مالک حقیقی ہے۔ اُسی کے ہاتھ میں ہر جاندار کا رزق اور اس کی زندگی کا اختیار ہے اور یہی فرمان نبویؐ ہے۔

اللہ کا بندوں پر صرف یہی حق ہے کہ وہ اُس کی بندگی کریں اور اُس میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اگر وہ یہ کر گزریں تو پھر بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ یہ توقع رکھیں کہ ان کا رب انہیں عذاب نہیں دے گا۔

''کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا جس نے اپنے نفس کو خدا بنا رکھا ہے۔'' (الفرقان:42)

انسان نے اپنی نفسانی خواہشات کو نہ کبھی سجدہ کیا، نہ رکوع لیکن کہنا صرف اسی کا مانتا ہے۔ اللہ نے انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگر صرف نماز، روزہ ہی عبادت ہے تو پھر ہمیں ہر وقت نماز، روزہ میں رہنا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ نے دنیا میں جو بھی چیزیں پیدا کیں انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیں، اور وہ چاہتا ہے کہ انسان ان چیزوں کو برتے لیکن میری فرماں برداری میں رہ کر۔ اور یہی مقصد ہے انسان کی پیدائش کا۔ یعنی اپنے حق پر اکتفا کرے اور دوسرے کا حق نہ کھائے۔ یہ پیمانہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں رکھ دیا ہے اور وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ برائی کیا ہے اور بھلائی کیا ہے۔

مولانا احمد علی لاہوریؒ کا مشہور واقعہ ہے۔ جوانی کے دور میں ایک روز کشمیری بازار میں گھوم رہے تھے کہ ایک مجذوب نے اُن سے کہا: میں کسی انسان سے ملنا چاہتا ہوں، کیا تم پتہ بتا سکتے ہو؟ مولانا فرماتے ہیں، اس پر میں نے کہا: کیا تمہیں اس بھرے بازار میں کوئی انسان نظر نہیں آتا؟ جواباً اس مجذوب نے چاروں طرف دیکھا اور کہا: کہاں ہیں انسان؟ مولانا فرماتے اُس پر فوراً میری کیفیت یہ ہوگئی کہ بازار میں چاروں طرف صرف کتے بھیڑیے، بندر اور خنزیر ہی نظر آنے لگے۔ یہ کیفیت یونہی تھوڑی دیر رہی۔ اس کے بعد بازار انسانوں سے بھرا نظر آنے لگا اور وہ مجذوب بھی نظروں سے غائب ہوگیا۔

ہمارا انسان ہونا اس امر کی گواہی ہے کہ ہم اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہیں، اشرف المخلوقات ہیں۔ اتنا بڑا مقام ایسے ہی تو نہیں مل گیا، آخر کوئی نہ کوئی مقصد تو ضرور تھا۔ اس مقصد کی بنیاد پر انسان ''انسان'' ہے، قابل قدر ہے، قابل فخر ہے۔ انسان جب اپنے مقصد کو پورا نہیں کرتا تو پھر وہ اس مقام سے گر جاتا ہے اور جانور بن جاتا ہے۔ جیسے جانور کھاتا پیتا ہے، سوتا ہے، بچے پیدا کرتا ہے اُسی طرح انسان بھی یہی کچھ کرتا ہے۔ اللہ نے ایسے انسانوں کو سترو الدواب یعنی بدترین جانور کہا ہے اور کہیں کہا ہے کہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ اگر ہم نے اپنے مقام کو بچانا ہے تو ہمیں آج ہی اپنے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنا ہوگی اور اللہ کا بندہ بننا ہوگا۔ اُس کی قدر کرنی ہوگی جس طرح قدر کرنے کا حق ہے۔ اس رب کو پہچاننا ہوگا۔ اُس کو پہچاننے کے لیے قرآن سے جڑنا ہوگا۔ یہ ہے واحد راستہ فلاح کا۔

اللہ کو ہماری ضرورت نہیں، ہمیں اللہ کی ضرورت ہے ہر لمحہ، ہر وقت۔ یہ نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اور ہم حسرت کرنے والوں میں شامل ہوں۔ جب بھی انسان قبرستان کے پاس سے گزرتا ہے، وہاں مدفون لوگ زندہ انسان سے صرف یہی کہیں گے کہ تمہارے پاس سب سے قیمتی چیز وقت ہے۔ وہ مال ودولت کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے، صرف یہ کہیں گے کہ وقت کی قدر کرلو۔ رب کو راضی رکھیں، وہ ناراض نہ ہو جائے اور کہیں آنکھیں بند نہ ہو جائیں۔ اللہ کا کلام سنو، کہیں کان سننا بند نہ کر دیں۔ اللہ کے قرآن کو بیان کرو، کہیں بولنے کا وقت ختم نہ ہو جائے۔ بے شک ہم اُسی کے لیے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ بتا دے گا جو کچھ ہم کیا کرتے تھے، چاہے چھپا کر چاہے ظاہر کر کے۔

اللہ ہم سب کو عبادت رب کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اے اللہ! تو ہمیں اور ہماری اولاد کو اپنی راہوں میں قبول فرمالے۔ آمین!

☆☆☆☆☆

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

ایمان کو تقویت پہنچانے والے اعمال

محسن سلام شیخ

نبی ﷺ کی حدیث جس میں آپ نے فرمایا"ایمان کا تعلق قول وفعل سے ہے اور وہ گھٹتا اور بڑھتا ہے" (کتاب الایمان، صحیح بخاری) اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ایمان میں اور زیادتی ہو"(الفتح:4)"ہم نے ان کو ہدایت میں اور زیادہ بڑھا دیا"(سورۃ الکھف:13) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔ پس انسان کو اپنے ایمان کی بڑھوتری کے لیے ایسے اعمال پابندی اور مستقل مزاجی کے ساتھ کرتے رہنا چاہیے اور یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے اعمال کامل نہیں ناقص ہیں، اللہ تعالیٰ سے ان اعمال کی قبولیت کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

☆نفلی روزے: روزہ تمام روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔روزہ انسان کے اچھے اخلاق واعمال کا ذریعہ بنتا ہے، جیسا کہ رمضان میں ہم سب ہی اس بات کے شاہد بنتے ہیں۔روزہ اللہ تعالیٰ کی قربت، معرفت اور محبت پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔نفلی روزے انسان کی روح میں تازگی اور ایمان میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔شریعت اسلام میں روحانی تربیت اور تزکیہ کے لیے دوسری نفلی عبادات کی طرح نفلی روزوں کی تعلیم وترغیب دی گئی ہے اور خاص دنوں اور تاریخوں کی خاص فضیلتیں اور برکتیں بیان کر کے ان کو نمایاں کیا گیا ہے۔احادیث میں وارد نفلی روزوں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے: حضور ﷺ ماہ شعبان میں نفلی روزوں کی کثرت کرتے (بخاری ومسلم)۔رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھتے (مسلم)۔عشرہ ذوالحج اور یوم العرفہ کے روزے رکھتے (ترمذی)۔ پندرہویں شعبان کا روزہ رکھتے (ابن ماجہ)۔روزوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی کوئی زکوۃ ہے۔جس کے نکالنے سے وہ پاک ہوجاتی ہے اور جسم کی زکوۃ روزے ہیں۔آپ اس کی بھی پوری احتیاط فرماتے تھے کہ نفلی روزوں میں حد اعتدال سے آگے نہ بڑھیں اور ان کا اہتمام اور پابندی فرض روزوں کی طرح نہ کریں۔

☆تلاوت قرآن: سائنٹیفک تجربات اور مشاہدات آج یہ ثابت کر چکے ہیں کہ صرف قرآن کو سننے سے ہی معجزاتی طور پر انسان کے دل اور جسم میں مثبت تبدیلیاں دیکھی گئی ہیں۔اکثر علماء کرام کی جانب سے اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ جب بھی آپ افسردہ محسوس کریں تو تلاوت سنیں کہ اس کے مثبت اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے کلام کر رہا ہے اور آپ کو اس کے کلام کو سمجھنے کے لیے سخت محنت سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیے کہ عصری تعلیم کے حصول کے لیے بھی ہم سالہا سال کمر توڑ محنت کرتے ہیں اور اپنی زندگی اسی میں کھپا دیتے ہیں۔قرآن کو سمجھ کر پڑھنا آپ کے دل کو نرم کرنے، ایمان میں تقویت اور روح کو جلا بخشنے کے لیے بہت مفید ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا"بنی آدم کے قلوب پر اسی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے سے لوہے پر زنگ آجاتا ہے۔عرض کیا گیا: حضور ﷺ دلوں کے اس زنگ کو دور کرنے کا علاج کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:"موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔"(شعب الایمان، بیہقی)

☆نماز کا قیام: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے"بے شک نماز مومنین پر مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے۔"مرد حضرات کا جماعت کے ساتھ اور خواتین کے لیے مقررہ وقت پر۔

ایک بندہ خدا فرماتے ہیں کہ ایسے مسلمان بنو جو چاہتا ہے کہ نماز کا وقت ہو تو نماز پڑھوں نہ کہ وہ بنو جو سوچتا ہے کہ ابھی نماز بھی پڑھنی ہے۔یہ بڑا غور طلب جملہ ہے۔اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان میں وقت کی پابندی کا عنصر بھی پیدا ہوتا ہے اور روحانی تسکین بھی میسر آتی ہے۔

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے"(صحیح مسلم)۔حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو جس میں روزانہ پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔آپؐ نے فرمایا کہ بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھوتا اور مٹاتا ہے۔

صاحب ایمان بندہ ہے جس کو نماز کی حقیقت نصیب ہو۔جب نماز میں مشغول ہوتا ہے تو اس کی روح گویا اللہ تعالیٰ کے بحر جلال وجمال میں غوطہ زن ہوتی ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انوار کی موجیں اس بندہ کے سارے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کو دین کا وہی عمل پسند ہے جس کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ کیا جائے۔(صحیح بخاری)

☆موت کو یاد کرنا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر ذی نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول ﷺ سے دریافت کیا: آدمیوں میں سے کون زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہے؟ ارشاد ہوا:"جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور موت کے لیے زیادہ تیاری کرتا ہے، انہوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز واکرام بھی"(معجم صغیر للطبرانی)۔

موت کو یاد رکھنا انسان کے ذہن کو دنیاوی کشش سے باز رکھتا ہے اور اس کو دین کے راستے میں پختگی اور اخلاص نیت اور دنیا کے اغراض سے عاجز کرتا ہے۔مومن کی اصل زندگی اور اصل کامیابی تو آخرت میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خاص بندہ مومن کے لیے تیار کیا ہے پس یہ موت کی یاد ہی ہے جس سے ایک مسلمان کے دل سے دنیا کی لذتوں کا دھیان گھٹتا ہے اور وہ ایمان میں تقویت حاصل کرتا ہے۔

☆ذکر و اذکار میں مشغول رہنا: ذکر اللہ میں اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے نماز، تلاوت قرآن اور دعا واستغفار سب ہی شامل ہے اور یہ سب اس کی خاص شکلیں ہیں لیکن مخصوص عرف واصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس، توحید وتمہید، اس کی عظمت وکبریائی اور اس کی صفات کمال کے بیان اور دھیان کو ذکر اللہ کہا جاتا ہے۔اس ضمن میں قرآن مجید میں ہمیں بہت سے مقامات ملیں گے جہاں ذکر کی تاکید و ترغیب دی گئی ہے۔"اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کیا کرو

اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو" (الاحزاب: 41، 42)۔ بعض آیات میں اللہ کو بھولنے اور اس کی یاد سے غافل ہونے سے شدت کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی ذکر اللہ کی تاکید کا ایک عنوان ہے۔ ارشاد ہوا: "اور نہ ہونا تم غفلت والوں میں سے" (الاعراف: 205)۔

حضرت عبداللہ بن بصر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: آدمیوں میں کون بہتر ہے یعنی کس قسم کے آدمی کا انجام زیادہ اچھا ہونے والا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "وہ لوگ جن کی عمر زیادہ ہو اور اعمال اچھے ہوں۔" پھر انہوں نے پوچھا: اعمال میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تم دنیا کو خیر باد کہو اور اس وقت تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو" (مسند احمد، جامع ترمذی)۔ رسول ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا کلام افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں اور بندوں کے لیے چنا "سبحان اللہ وبحمدہ" (صحیح مسلم)۔ چند احادیث سے اخذ کیے گئے اذکار؛ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ۔ پابندی کے ساتھ ذکر و اذکار کے بیش بہا فوائد و برکات ہیں۔ انسان کے دل کو نرم کرنے، اس کی سوچ پاکیزہ رکھنے اور دلوں کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ذکر اللہ میں بڑی تاثیر پائی جاتی ہے۔ روز محشر میں ان اذکار کے ذریعہ مسلمان کا پلڑا بھاری ہونے کی نوید سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اخلاص نیت کے ساتھ ان اعمال کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور فرمائے۔ آمین!

☆☆☆☆

رفقاء متوجہ ہوں

رفقاء کے تحریری سوالات اور

امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

کے جوابات پر مشتمل **ماہانہ پروگرام**

تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جا سکتا ہے

☆ رفقاء تنظیم پروگرام کے لیے سوالات اپنے نام اور مقامی تنظیم وحلقہ کے حوالہ کے ساتھ ہر ماہ کی 20 تاریخ تک درج ذیل ذرائع سے بھجوا سکتے ہیں۔

i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔ ii) بذریعہ خط: 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔

iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی) 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور 042-35869501-3/042-35856304

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

"قرآن اکیڈمی 36-K ماڈل ٹاؤن لاہور" میں

12 تا 14 جون 2015ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0323-8269336 0333-4372637 042-37520902 042-35442290

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت (042)36316638-36366638

ضرورت ڈرائیور

مرکز تنظیم اسلامی، گڑھی شاہو، لاہور میں محنتی اور ایماندار ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ سنگل رہائش، کھانا اور معقول تنخواہ دی جائے گی۔

برائے رابطہ: (042)36366638

موت سے کس کو رستگاری ہے!

مفتی جمیل احمد

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے بے مکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے، تماشا نہیں ہے
اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا
پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے، تماشا نہیں ہے

"موت" ہر جاندار کے لیے ایک خطرناک اور بھیانک لفظ ہے۔ موت سے ہر شخص بھاگتا ہے۔ موت کے تلخ گھونٹ کو کوئی پینا نہیں چاہتا۔ موت کی آواز کوئی سننا نہیں چاہتا۔ موت ایک حقیقت ہے مگر کون ہے جو اس حقیقت سے آنکھ ملا سکے۔ کس میں جرأت ہے کہ اس لفظ کو سنے اور اس کے بدن میں جھرجھری طاری نہ ہو۔ موت کو کوئی بھی اپنے قریب آنا پسند نہیں کرتا، مگر اس کے باوجود موت ہر ایک کے پاس آتی ہے۔ موت کے آگے کسی کی زور زبردستی نہیں چل سکتی۔ موت کے خوفناک پنجوں سے زور آزمائی کسی کے بس کی بات نہیں۔

شاہ ہو یا گدا، امیر ہو یا غریب، آقا ہو یا غلام، عالم ہو یا جاہل، پاگل ہو یا عاقل، ضعیف و ناتواں ہو یا قوی و طاقتور، مرد ہو یا عورت، پیر ہو یا جوان، خورد ہو یا کلاں، محلوں میں زندگی گزارنے والا ہو یا پھونس کی جھونپڑی میں، شہر کا باسی ہو یا دیہات کا رہنے والا، جنگل و بیابان میں رہتا ہو یا آباد مقامات پر، موت کسی کو نہیں چھوڑتی۔ موت کا ہر ایک پر یکساں حکم چلتا ہے۔ موت کی گرفت سے کوئی بھی آزاد نہیں۔ موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا۔

"آپ فرما دیجیے! جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں آ پکڑے گی، پھر تم اس ذات کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والی ہے، پھر وہ تم کو تمہارے کیے ہوئے سب کام بتا دے گی۔" (الجمعہ:8)

موت سے کس کی رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تم جہاں کہیں بھی رہو، تمہیں موت پا لے گی، اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں بند ہو۔" (آیت:78)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

کسی کی موت بے وقت نہیں آتی، ہر شخص اپنے وقت پر مرتا ہے۔ مرنے کا جو وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے، موت اسی وقت آتی ہے۔

"ہر گروہ کے لیے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو نہ ایک ساعت آگے جاتا ہے نہ ایک ساعت پیچھے۔" (الاعراف:34)

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

"اللہ کے حکم اور اللہ کے فیصلے کے بغیر کوئی مر نہیں سکتا۔" (آل عمران:145)

کوئی شخص موت سے اس لیے نہیں بچ سکتا کہ وہ اپنے مکان کی سکون بخش پناہ گاہ میں تھا اور کوئی اس لیے نہیں مر سکتا کہ وہ میدان جنگ میں موت سے پنجہ آزمائی کر رہا ہے۔ موت اگر ہو گی تو گھر میں بیٹھے بیٹھے اور مسہری پر لیٹے لیٹے آ سکتی ہے۔ موت اگر نہیں ہو گی تو میدان کارزار میں موت کی گرم بازاری میں بھی نہ آئے گی۔

سورۂ آل عمران میں منافقین کا ایک قول نقل کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہے:

"یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے تھے مگر جنہوں نے اللہ کی راہ جانیں قربان کر دیں) اپنے (ان) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دیتا۔" (168)

یعنی اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ میدان جنگ میں جانے کی وجہ سے فلاں فلاں مارے گئے، اگر وہ تمہاری طرح لڑائی میں نہ جاتے تو نہ مارے جاتے، تو تم میدان جنگ میں گئے نہیں، اب اپنے آپ کو موت کے چنگل سے بچا سکو تو بچا لو۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی خود کو موت کی گرفت سے نہیں بچا سکتا خواہ وہ میدان جنگ میں سر دھڑ کی بازی لگا رہا ہو یا گوشہ عافیت سمجھ کر گھر میں بیٹھا ہو۔

ساری دنیا کی طرح ہمیں بھی ایک دن جانا اور کوچ کرنا ہے۔ تو ہم دنیا کی رنگینیوں میں کیوں دل لگائیں، زمانہ کی دلفریبیوں پر کیوں فریفتہ ہوں! یہ رنگ رنگیلی دنیا ایک دھوکا ہے۔ اس کے چکر میں نہ آنے والے ہی حقیقت میں دانا اور سمجھ دار ہیں اور جو دنیا کی رنگینیوں میں کھو گئے، ان سے بڑھ کر نادان اور ناسمجھ کوئی نہیں۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھنے والے ان رنگینیوں میں نہیں کھو سکتے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو زیادہ یاد کرتے تو یہ تم کو اس ہنسی سے روک دیتی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ پس تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔" (ترمذی)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے نبی! "سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے محتاط آدمی کون ہے؟" حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں اور موت کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں وہی وہ سمجھ دار لوگ ہیں جنہوں نے دنیا اور آخرت کا اعزاز حاصل کر لیا۔"

موت کی یاد کے لیے قبرستان جانا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ ایک دن ہم کو بھی یہیں آنا ہے اور منوں مٹی کے نیچے دفن ہونا ہے۔ اعزا و اقرباء، دوست و احباب سب چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ کوئی ساتھ نہیں دے گا۔ صرف اپنے اعمال کام آئیں گے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

((فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ))

"قبرستان جایا کرو، یہ موت کو یاد دلاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں موت کو یاد رکھنے اور مرنے سے پہلے آخرت کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بہاول پور میں دعوتی پروگرام

امیر حلقہ جنوبی پنجاب جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی بہاول پور تنظیم کے ماہانہ تربیتی ودعوتی پروگرام میں درس قرآن کے لیے 24 مئی 2015ء کو ملتان سے بہاول پور گئے۔ راقم الحروف کو بھی ان کی معیت کا شرف حاصل رہا۔ پروگرام کا آغاز صبح دس بجے مرکز تنظیم مدینہ ٹاؤن چک BC-9 میں خطاب سے ہوا۔ آپ نے سورۃ المدثر اور سورۃ الانشقاق کی آیات کے حوالے سے ''عالم اسلام اور یہود ونصاریٰ کی سازشیں'' کے عنوان سے مفصل خطاب فرمایا۔

انہوں نے سورۃ المدثر کی آیات 32، 33 اور 34 کے باطنی پہلو کی طرف سامعین کی توجہ مبذول کرائی۔ ان آیات مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کے حالات کا ذکر آیا ہے۔ حضور ﷺ صبح کی آمد کی مانند نمودار ہوئے اور آپ ؐ تمام نوع انسانی کو خبردار کرنے کے لیے آئے۔ سورۃ الانشقاق کی آیات کے حوالے سے حضور ﷺ کی بعثت کے بعد کے حالات کا ذکر کیا گیا۔ آج سے تین سو برس قبل اسلام کا سورج غروب ہو گیا اور اسلام جیسے اجنبی آیا تھا، پھر اجنبی ہو گیا۔ اسلام کا مذہبی تصور تو رہ گیا لیکن اسلام بطور دین ختم ہو گیا۔ غیر مسلم اقوام عالم اسلام پر غلبہ حاصل کر گئیں۔ پھر دجالی فتنے کے دور کا آغاز ہو گیا۔ سیاسی سطح پر سیکولرازم کو لایا گیا۔ معاشی سطح پر سود، جوا کو پھیلایا گیا۔ معاشرتی سطح پر شرم وحیا کا جنازہ نکالا گیا۔ اس دجالی تہذیب کو پھیلانے والے یہود ہیں، جو آرمیگاڈان کے منتظر ہیں۔ اس جنگ کا میدان مڈل ایسٹ بنے گا۔ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد اب امت مسلمہ کا چاند دوبارہ چمکے گا، جس طرح چودھویں کا چاند 14 دنوں میں مکمل ہوتا ہے۔ امت مسلمہ رفتہ رفتہ اپنے عروج کی طرف بڑھے گی۔ بالآخر یہ چمن نغمۂ توحید سے معمور ہوگا!

نماز عصر کے بعد جامع مسجد فاطمۃ الزہرا، خاکوانی کالونی میں ''عظمت قرآن'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات کی روشنی میں قرآن اور انسان کی عظمت پر روشنی ڈالی۔ لوگوں کو جوش دلایا کہ وہ قرآن مجید کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کریں، عربی سیکھیں۔

آخر میں سامعین کو ''قرآن اور ہماری ذمہ داریاں'' کتاب تحفہ میں دی گئی۔ مغرب سے قبل شرکاء کو کھانا کھلایا گیا۔ جمشید اقبال خاکوانی صاحب کی رہائش گاہ پر چند افراد اور اہل علاقہ کے ساتھ تبادلہ خیالات ہوا۔ رات 8 بجے ملتان کے لیے واپس روانگی ہوئی۔ تقریباً 100 افراد نے درس قرآن کو سنا۔ (رپورٹ: شوکت حسین انصاری)

حلقہ کراچی شمالی کے زیراہتمام گلشن معمار میں دعوتی کیمپ

مشاورت کے بعد کیمپ کے لیے تابش لان اور ساتھ والے خالی پلاٹ کا انتخاب کیا گیا۔ وسیع پیمانے پر تشہیری مواد تیار کیا گیا۔ یکم مئی کو دن 11 بجے گلشن معمار تنظیم کے تمام ذمہ داران اور نیو کراچی کے امیر چند رفقاء کے ہمراہ معاونت کے لیے تابش لان پہنچے اور دعوتی کیمپ کے انتظامات اور تزئین آرائش کے عمل میں مصروف رہے۔ مقامی تناظیم گلشن معمار، سرجانی ٹاؤن، نیو کراچی، شادمان ٹاؤن، نارتھ ناظم آباد، ناظم آباد اور اورنگی ٹاؤن کے تقریباً 150 سے زائد رفقاء 4 بجے تک اجتماع گاہ پہنچے۔ حافظ اسامہ علی نے دعوت کی اہمیت، فضیلت اور گشت کے آداب بیان کیے۔ بعد ازاں امیر حلقہ شجاع الدین شیخ نے گشت کے لیے 22 گروپس تشکیل دیئے۔ رفقاء نے عصر تا مغرب گھر گھر جا کر احباب کو پروگرام میں شرکت کی دعوت دی اور مساجد کے باہر 19 کارنر میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔

نماز مغرب کے بعد مقامی امیر جناب طارق امیر پیرزادہ نے رفقاء، احباب اور خواتین کو پروگرام میں خوش آمدید کہا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت حافظ سید فیضان علی نے حاصل کی۔

جناب شجاع الدین شیخ نے ''کلمہ طیبہ کا مفہوم اور اس کے تقاضے'' کے عنوان پر نہایت فکر انگیز خطاب کیا۔ انہوں نے سیدنا بلال اور ابوجہل کی مثالوں کے ذریعہ واضح کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت لوگ کلمہ طیبہ کے مفہوم کو خوب جانتے تھے۔ الٰہ اس ہستی کو کہتے ہیں جس سے حد درجہ محبت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ 24 گھنٹے ہمارا معبود ہے، لہٰذا ہمیں 24 گھنٹے محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر اس کی کامل اطاعت کرنی چاہیے۔ کلمہ طیبہ کے دوسرے حصے پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ کا اسوہ ہمارے لیے حجت ہے۔ ختم نبوت کے منطقی نتیجہ کے طور پر دین اسلام کی دعوت اور اقامت ہماری ذمہ داری ہے۔ جب تک ہم اس ملک میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی نافذ نہیں کرتے اس وقت تک کلمہ طیبہ کے تقاضوں پر عمل کرنا ممکن نہیں۔

پروگرام کے اختتام پر دیئے گئے رابطہ فارم واپس لیے گئے اور امیر حلقہ کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔ پروگرام میں 170 رفقاء، 250 احباب اور 200 خواتین نے شرکت کی۔ عالم دین اور امام وخطیب مسجد عبدالعزیز نور نے بھی شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام رفقاء کی محنتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں اپنے دین متین کی خدمت کے لیے مرتے دم تک اپنے مال وجان سے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (رپورٹ: سید عمر فاروق)

وکلاء بار کونسل، ضلع لودھراں میں امیر حلقہ کا خطاب

تنظیم اسلامی بہاول پور کے اسرہ لودھراں کے زیر اہتمام مقامی وکلاء بار کونسل میں 13 مئی 2015ء کو دن 12 بجے امیر حلقہ جنوبی پنجاب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے ''اسلام اور نظریۂ پاکستان'' کے عنوان سے مفصل خطاب فرمایا۔ پروگرام کی تشہیر کے لیے رفقاء نے خصوصی محنت کی۔ صدر بار کونسل جناب ندیم خاکوانی نے بھرپور تعاون کیا۔ تمام وکلاء حضرات اور جج صاحبان کو دعوت دی گئی۔ حاضرین کے لیے کتب کا تحفہ بھی تیار کیا گیا۔ شرکاء سے ''تاثرات فارم'' بھی حاصل کیے گئے۔

امیر حلقہ نے آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کے حوالوں سے واضح کیا کہ پاکستان کے قیام کی بنیاد ''لا الٰہ الا اللہ'' ہے۔ یہ دنیا میں واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا۔ انہوں نے علامہ اقبال اور قائداعظم کی تقاریر کے حوالوں سے واضح کیا کہ وہ بھی پاکستان کو ایک اسلامی ملک بنانا چاہتے تھے۔ سامعین نے نہایت انہماک اور دلچسپی سے خطاب کو سنا۔ اس کے بعد صدر بار کونسل کے آفس میں جج سے بھی ملاقات ہوئی۔ 100 سے زائد افراد نے اس خطاب میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے! (مرتب: عمر فاروق)

امیر حلقہ جنوبی پنجاب کا دورہ لیہ، تونسہ شریف

2 مئی 2015ء کو امیر حلقہ ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی لیہ کے سہ ماہی دورہ پر گئے۔ نماز مغرب کے بعد الرحمٰن پبلک سکول ہاؤسنگ کالونی میں ''عالم اسلام اور یہود ونصاریٰ کی سازشیں'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ بعد نماز فجر کالونی جامع مسجد میں فکر آخرت کے حوالے سے درس قرآن دیا۔

ناشتہ کے بعد لیہ سے تونسہ شریف روانہ ہوئے۔ دس بجے جامع مسجد مدنی، محلہ شاہ عالمی، تونسہ شریف میں درج بالا موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ دونوں جگہوں پر سامعین کی حاضری بھرپور رہی۔ 11 سے 12 بجے تک رفقاء سے ملاقات اور سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ نماز ظہر کے بعد ملتان کے لیے روانگی ہوئی۔ راستہ میں قرآن اکیڈمی کوٹ ادو میں وہاں کے ناظم سے ملاقات کی۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اقامت دین کی اس جدوجہد میں کی جانے والی ہماری کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے۔ (رپورٹ: شوکت حسین انصاری)

☆☆☆☆☆

Washington Protects Its Lies With More Lies

By Paul Craig Roberts

My distrust has deepened of Seymour Hersh's retelling of the Obama regime's extra-judicial murder of Osama bin Laden by operating illegally inside a sovereign country. That Hersh's story, which is of very little inherent interest, received such a large amount of attention, is almost proof of orchestration in order to substantiate the Obama regime's claim to have killed a person who had been dead for a decade.

Americans are gullible, and thought does not come easily to them, but if they try hard enough they must wonder why it would be necessary for the government to concoct a totally false account of the deed if Washington kills an alleged terrorist. Why not just give the true story? Why does the true story have to come out years later from anonymous sources leaked to Hersh?

I can tell you for a fact that if SEALs had encountered bin Laden in Abbottabad, they would have used stun grenades and tear gas to take him alive. Bin Laden would have been paraded before the media, and a jubilant White House would have had a much photographed celebration pinning medals on the SEALs who captured him.

Instead, we have a murder without a body, which under law classifies as no murder, and a story that was changed several times by the White House itself within 48 hours of the alleged raid and has now been rewritten again by disinformation planted on Hersh.

Perhaps the release of book titles allegedly found in bin Laden's alleged residence in Abbottabad is part of the explanation. Who can imagine the "terror mastermind" sitting around reading what the presstitute London Telegraph calls bin Laden's library of conspiracy theories about 9/11 and Washington's foreign and economic policies?

Keep in mind that the government's claim that these books were in bin Laden's Abbottabad library comes from the same government that told you Saddam Hussein had weapons of mass destruction, that Assad used chemical weapons, that Iran has a nuclear weapons program, and that Russia invaded Ukraine. There is no evidence whatsoever that bin Laden had these books, just as there is no evidence for any claim made by Washington. In the absence of evidence, Washington's position amounts to this: "It is true if we say so."

I would wager that the Hersh story was planted in order to gin up renewed interest in the bin Laden saga, which could then be used to discredit Washington's critics. Notice that the authors in bin Laden's alleged library are those careful and knowledgeable people who have severely whipped Washington with the truth. The whip wielders are Noam Chomsky, David Ray Griffin, Michel Chossudovsky, Greg Palast, Michael Scheuer, William Blum. You get the picture. You mustn't believe these truth-tellers, because bin Laden approved of them and had their books in his library. By extension, will these truth-tellers be accused of aiding and abetting terrorism?

Obama claims to have settled the score in mafia godfather fashion with bin Laden for 9/11. But there is no body and not even a consistent story about what happened to the body. The sailors aboard the ship from which the White House reported bin Laden was given a burial at sea report no such burial took place. The SEAL unit that allegedly supplied the team that killed an unarmed and undefended bin Laden was mysteriously wiped out in a helicopter crash. It turns out that the SEALs were flown into combat against the Taliban in an antique, half-century-old 1960s vintage helicopter. Parents of the dead SEALs are demanding to have unanswered questions answered, a story that the presstitute media has conveniently dropped for Washington's convenience.

Other than 9/11 itself, never has such a major event as bin Laden's killing had such an enormous number of contradictory official and quasi-official explanations, unanswered questions and evasions. And the vast number of evasions and contradictions arouse no interest from the Western media or from the somnolent and insouciant American public.

Now it turns out that Washington has "lost" the bin Laden "death files," thus protecting in perpetuity the fabricated story of bin Laden's killing! **<u>Courtesy:</u> Prison Planet.com**